رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ **THE ALFAZL QADIAN** رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

678

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ط واللہ واسع علیم

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

قیمت فی پرچہ ۱/

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر :- غلام نبی ❖ انچارج - مہر محمد خان

نمبر ۹۹ | مورخہ ۲۱ جون ۱۹۲۳ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۵ ذیقعد ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے مولود فرزند سعید کا اسم طاہر احمد رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو طاہر و مطہر بنائے آمین ❖

دوسری سرحدی میں جانیوالے احباب دار الامان میں جمع ہیں۔ ان کے لئے ہدایات اور نوٹ وغیرہ دیئے گئے ہیں۔ ۲۰ جون کو انکی روانگی یہاں سے ہے۔

ابو عبید اللہ مولوی غلام رسول صاحب وزیرآبادی سیدوالہ۔ لدھیانہ۔ پٹیالہ وغیرہ سے فارغ ہو کر ایک اور علاقہ میں تشریف لے گئے ہیں ❖

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ❖ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

چندہ مسجد برلن

اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے جس نے ہماری جماعت کی خواتین کو ایسی توفیق عطا فرمائی کہ ۲۰ مئی سے پہلے پہلے جو آخری تاریخ چندہ کی تھی۔ ان کا چندہ مطلوبہ رقم سے بڑھ گیا۔

یعنی اس تاریخ تک پچپن ہزار روپیہ تک کی رقوم کے وعدہ ہو چکے تھے۔ جنمیں سے اڑتالیس ہزار روپیہ تک وصول بھی ہو چکا تھا۔ لیکن چونکہ بعض دور کے مقامات کے چندے ابھی تک وصول

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۵ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے | عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

قیمت فی پرچہ ۱/

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

فہرست مضامین

ایڈیٹر :- غلام نبی ✦ انچارج - مہر محمد خان

نمبر ۱۰۶ | مورخہ ۲۴ جون ۱۹۲۳ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۵ ذیقعد ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے مولود فرزند سعید کا اسم طاہر احمد رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو طاہر و مطہر بنائے آمین ✦

دوسری سہ ماہی میں جانیوالے احباب دار الامان میں جمع ہیں۔ ان کے لئے ہدایات اور نوٹ وغیرہ لکھے گئے ہیں۔ ۲۰ جون کو انکی روانگی ہے۔ ابو عبید اللہ مولوی غلام رسول صاحب وزیرآبادی سید والہ۔ لدھیانہ۔ پٹیالہ وغیرہ سے فارغ ہو کر ایک اور علاقہ میں تشریف لے گئے ہیں ✦

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

چندہ مسجد برلن

اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے جس نے ہماری جماعت کی خواتین کو ایسی توفیق عطا فرمائی کہ ۲۰ مئی سے پہلے پہلے جو آخری تاریخ چندہ کی تھی۔ ان کا چندہ مطلوبہ رقم سے بڑھ گیا۔

یعنی اس تاریخ تک پچپن ہزار روپیہ تک کی رقوم کے وعدہ ہو چکے تھے۔ جنمیں سے اڑتالیس ہزار روپیہ تک وصول بھی ہو چکا تھا۔ لیکن چونکہ بعض دور کے مقامات کے چندے ابھی تک وصول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں ہو سکے - اور ملکانہ تحریک کی وجہ سے
ندہ جمع کرنیوالے کارکن بہت کچھ دوسری طرف
وجہ ہے ہیں - اور مسجد کی تعمیر کا اندازہ بھی
گے سے زیادہ ہو گیا ہے - اس لئے میں نے یہ
یز کی ہے - کہ تین ماہ اور مدت چندہ کو بڑھا دیا
ئے - اور آخر اگست تک اس تحریک کو جاری
ا جائے - اور رقم مطلوبہ کی تعداد پچاس ہزار
ہ بڑھا کر ستر ہزار کر دی جائے - پس ان سطور
ذریعہ میں اوّل تو احمدی بہنوں کو مبارکباد
ہوں - کہ انھوں نے اپنے عمل سے اپنے عہد
پورا کر کے دکھا دیا - اور جو کچھ ان سے مانگا
تھا - وہ مہیا کر دیا - اور پھر ان کو اس طرف
ہ دلاتا ہوں - کہ چونکہ پہلے اندازوں سے
ف اب مسجد کی تعمیر وغیرہ کے لئے زیادہ روپیہ
ضرورت ہوگی - اس لئے ستر ہزار روپیہ جمع
نے کی وہ فکر کریں - یعنے بیس ہزار روپیہ
ید جمع کریں تاکہ ان کی پہلی تحریک قلت روپیہ
جہ سے درمیان ہی میں نہ رہ جائے - میرا
ا یہ نہیں ہے - کہ جو بہنیں پہلے چندہ دے
ہیں - وہ پھر چندہ دیں - بلکہ یہ منشا ہے کہ
بہنوں نے ابھی چندہ نہیں دیا یا وعدہ کر کے
تک ادا نہیں کر سکیں - وہ اس طرف توجہ
- اور اس رقم کو پورا کرنے کی کوشش کریں
جو بہنیں کہ چندہ دے چکی ہیں - وہ ان
ں کو جو اب تک شامل نہیں ہو سکیں تحریک
- اور میں امید کرتا ہوں - کہ اس طریق سے
پچھتر ہزار ہی جمع ہو جائیگا - بلکہ تعجب نہیں
ی ہزار روپیہ تک ہی رقم پہنچ جائے - اور
ہ جرمن مشن کا خرچ بھی اسی رقم سے پیدا
ا سکے - اور اس طرح مسجد کی تعمیر ہی نہیں -
س کی آبادی کا ثواب بھی ہماری بہنوں کو
تا ہے - خدا کرے کہ ایسا ہی ہو ٭
یں اس موقع پر اپنے تمام دوستوں کو جن
لقوں یا علاقوں میں اب تک مسجد برلن کے

چندہ کے متعلق تحریک نہیں ہوئی یا ہوئی تو اچھی
طرح نہیں ہوئی - توجہ دلاتا ہوں - کہ وہ بھی اس
مفت کے ثواب کے موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں
بہت سی جگہوں میں عورتیں بوجہ کافی تعلیم نہ ہونے
کے اس کام کو خود نہیں کر سکتیں - پس چاہیئے کہ ان
مقامات پر مرد ان کی مدد کریں - اور وہاں کی بہنوں
کو دوسری بہنوں سے ثواب میں پیچھے نہ رہنے دیں
اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کا مددگار ہو ٭

خاکسار

مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح)

۱۸ر جون سنہ ۲۳ء

خدایا مسلمان عالم مولویوں اور پیروں فقیروں کو سمجھ دے!

ہم حیران ہیں کہ ملکانہ میں جا کر مسلمانوں سے لڑنیوالے
مولویوں اور پیروں کو کس طرح سمجھائیں کہ وقت کی
نزاکت کو سمجھو - اور وہ آگ مشتعل نہ کرو جس کا
بھڑکنا ملکانوں کے لئے مفید نہیں - مگر یہ لوگ
ہیں کہ باز نہیں آتے - جناب پیر جماعت علی شاہ
صاحب کے چند مرید وہاں تشریف لے گئے ہیں -
نوگانواں میں ہمارے متعلق انہوں نے جو روش
اختیار کی ہے - وہ ذیل کی مراسلت سے واضح ہے
ہم سوائے اسکے کہ خدا ہی ان مولویوں اور پیروں
کی اصلاح کے لئے دعا کریں - اور کیا کر سکتے ہیں
اگر ملکانوں کی گمراہی کا خیال نہ ہو - تو ہم ان کی
مخالفت کو پرپشہ کے برابر بھی نہیں سمجھتے

(الفضل)

یہاں پر یکم جون سے پیر جماعت علی شاہ صاحب کے
چند مرید آئے ہوئے ہیں - ساتھ ایک ڈاکٹر کو ساتھ
لائے ہیں - وہ لوگ ہم سے ملکانوں کو بہت
بدظن کرتے ہیں - بعض ملکانوں نے ان کی باتیں شیخ
غلام احمد صاحب کو آ کر سنائیں - اور عاجز نے خود
ان کو کہتے ہوئے سنا کہ ان لوگوں کا کوئی دین نہیں
تم ان سے بچنا - لڑکی اگر لنڈن میں ہے اور لڑکا قادیان
میں ہے - تو ان کے خلیفہ وہیں بیٹھے نکاح پڑھا دیتے ہیں
مقصود علی جو کہ ان کا ملازم ہے - اس سے پتہ لگا کہ ان کو
پیر صاحب کی طرف سے حکم ہے کہ پندرہ روز تک ان کو
نوگانواں سے نکال دیں - پندرہ روز کے بعد پیر یا تو خود
آئیں گے یا مولوی محمد حسن صاحب کو نوگانواں بھیج کر تحقیق
کرائیں گے - یہ حکم پیر جماعت علی شاہ صاحب کا ہے - ایک
روز ان کو مولوی عبد العزیز صاحب ملے - عاجز نے
ان کو بہت کچھ کہا کہ یہ عمل آپ کا درست نہیں - اس سے
اسلام کو نقصان پہنچیگا - مجموعی طاقت کو اختلافی
مسائل میں خرچ کرنا نقصان کا موجب بنے گا - کیونکہ
ہم دیکھتے ہیں - کہ قریب کے تمام دیہات خالی
پڑے ہیں - ان کو چھوڑ کر نوگانواں میں مقام کرنا
نہایت ہی نااتفاقی کا باعث ہے ٭

خاکسار خدا بخش بٹیالوی نوگانواں - ضلع متھرا

مینیجر کا ضروری نوٹس سالانہ وی پی آتے ہیں!

خریداران الفضل کو واضح ہو - کہ دسویں جلد نمبر ۱۰۰ پر
ختم ہو جائیگی - چونکہ الفضل کا اجرا بھی اسی مہینے
میں ہوا تھا - اور اکثر خریدار نئی جلد سے ہوتے ہیں
اس لئے نصف سے زیادہ احباب کا چندہ ماہ جون میں
ختم ہو چکا ہے - ان سب کے نام ۵ر جولائی کا پرچہ نمبر ۲
جلد ۱۱ وی پی کرنے کا ارادہ ہے - دفتر کا عملہ ان
دوستوں کا بہت ہی ممنون ہوگا - جو یکم تاریخ سے قبل
بذریعہ منی آرڈر قیمت الفضل پہنچا دینگے - کیونکہ نہ صرف
ہم وی پی کی زحمت سے بچینگے - بلکہ آپ کو ۳ر زائد نہ دینے
پڑینگے - اگر کوئی صاحب وی پی لینے کے لئے تیار نہ ہوں
تو پہلے اطلاع دیں تاکہ دفتر نقصان سے محفوظ رہے - یہ بات
نوٹ کر لیجائے کہ بغیر وصولی قیمت پیشگی الفضل قطعاً جاری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں ہو سکے۔ اور ملکانہ تحریک کی وجہ سے
چندہ جمع کرنے والے کارکن بہت کچھ دوسری طرف
متوجہ رہے ہیں۔ ۲۱ ر مسجد کی تعمیر کا اندازہ بھی
آگے سے زیادہ ہو گیا ہے۔ اس لئے میں نے یہ
تجویز کی ہے۔ کہ تین ماہ اور مدت چندہ کو بڑھا دیا
جائے۔ اور آخر اگست تک اس تحریک کو جاری
رکھا جائے۔ اور رقم مطلوبہ کی تعداد پچاس ہزار
سے بڑھا کر ستر ہزار کر دی جائے۔ پس ان سطور
کے ذریعہ میں اوّل تو احمدی بہنوں کو مبارکباد
دیتا ہوں۔ کہ انہوں نے اپنے عمل سے اپنے عہد
کو پورا کر کے دکھا دیا۔ اور جو کچھ ان سے مانگا
گیا تھا۔ وہ مہیا کر دیا۔ اور پھر ان کو اس طرف
توجہ دلاتا ہوں۔ کہ چونکہ پہلے اندازوں کے
خلاف اب مسجد کی تعمیر وغیرہ کے لئے زیادہ روپیہ
کی ضرورت ہو گی۔ اس لئے ستر ہزار روپیہ جمع
کرنے کی وہ فکر کریں۔ یعنے بیس ہزار روپیہ
زائد جمع کریں تاکہ ان کی پہلی تحریک قلت روپیہ
کی وجہ سے درمیان ہی میں نہ رہ جائے۔ میرا
منشاء یہ نہیں ہے۔ کہ جو بہنیں پہلے چندہ دے
چکی ہیں۔ وہ پھر چندہ دیں۔ بلکہ یہ منشاء ہے کہ
جن بہنوں نے ابھی چندہ نہیں دیا یا وعدہ کر کے
ابھی تک ادا نہیں کر سکیں۔ وہ اس طرف توجہ
کریں۔ اور اس رقم کو پورا کرنے کی کوشش کریں
اور جو بہنیں کہ چندہ دے چکی ہیں۔ وہ ایسی
بہنوں کو جو اب تک شامل نہیں ہو سکیں تحریک
کریں۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس طریق سے
[illegible] ستر ہزار ہی جمع ہو جائیگا۔ بلکہ تعجب نہیں
کہ اسی ہزار روپیہ تک ہی رقم پہنچ جائے۔ اور
آئندہ جرمن مشن کا خرچ بھی اسی رقم سے پیدا
کیا جا سکے۔ اور اس طرح مسجد کی تعمیر ہی نہیں۔
بلکہ اس کی آبادی کا ثواب بھی ہماری بہنوں کو
ہی ملتا رہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو ٭

میں اس موقع پر اپنے تمام دوستوں کو جن
کے گھروں یا علاقوں میں اب تک مسجد برلن کے
چندہ کے متعلق تحریک نہیں ہوئی یا ہوئی تو اچھی
طرح نہیں ہوئی۔ توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ بھی اس
عظمت کے ثواب کے موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں
بہت سی جگہوں میں عورتیں بوجہ کافی تعلیم نہ ہونے
کے اس کام کو خود نہیں کر سکتیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان
مقامات پر مرد ان کی مدد کریں۔ اور وہاں کی بہنوں
کو دوسری بہنوں سے ثواب میں پیچھے نہ رہنے دیں
اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کا مددگار ہو ٭

خاکسار
مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح)
۱۰ر جون ۱۹۲۳ء

خدایا مسلمان علماء اور پیر فقیروں کو سمجھ دے!

ہم حیران ہیں کہ ملکانہ میں جا کر مسلمانوں سے لڑنے والے
مولویوں اور پیروں کو کس طرح سمجھائیں کہ وقت کی
نزاکت کو سمجھو۔ اور وہ آگ مشتعل نہ کرو جس کا
بھڑکنا ملکانوں کے لئے مفید نہیں۔ مگر یہ لوگ
ہیں کہ باز نہیں آتے۔ جناب پیر جماعت علی شاہ
صاحب کے چند مرید وہاں تشریف لے گئے ہیں۔
نوگانواں میں ملکانوں کے متعلق انہوں نے جو روش
اختیار کی ہے۔ وہ ذیل کی مراسلت سے واضح ہے۔
ہم سوائے اس کے کہ خدا ہی ان مولویوں اور پیروں
کی اصلاح کے لئے دعا کریں۔ اور کیا کر سکتے ہیں
اگر ملکانوں کی گمراہی کا خیال نہ ہو۔ تو ہم ان کی
مخالفت کو پشہ کے برابر بھی نہیں سمجھتے۔

(الفضل)

یہاں پر یکم جون سے پیر جماعت علی شاہ صاحب کے
کچھ مرید آئے ہوئے ہیں۔ ساتھ ایک ڈاکٹر کو ساتھ
لائے ہیں۔ وہ لوگ ہم سے ملکانوں کو بہت
بدظن کرتے ہیں۔ بعض ملکانوں نے ان کی باتیں شیخ
غلام احمد صاحب کو آکر سنائیں۔ اور عاجز نے خود
ان کو کہتے ہوئے سنا کہ ان لوگوں کا کچھ بھی دین نہیں
تم ان سے بچنا۔ لڑکی اگر لندن میں ہے اور لڑکا قادیان
میں ہے۔ تو ان کے خلیفہ وہیں بیٹھے نکاح پڑھا دیتے ہیں
مقصود علی جو کہ ان کا ملازم ہے۔ اُسے پتہ لگا کہ ان کو
پیر صاحب کی طرف سے حکم ہے کہ پندرہ روز تک ان کو
نوگانواں سے نکال دیں۔ پندرہ روز کے بعد میں یا تو خود
آؤں گا یا مولوی محمد حسن صاحب کو نوگانواں بھیج کر تحقیق
کروں گا۔ یہ حکم پیر جماعت علی شاہ صاحب کا ہے۔ ایک
روز ان کو مولوی عبدالعزیز صاحب ملے۔ عاجز نے
ان کو بہت کچھ کہا کہ یہ عمل آپ کا درست نہیں۔ اس سے
اسلام کو نقصان پہنچیگا۔ مجموعی طاقت کو اختلافی
مسائل میں خرچ کرنا نقصان کا موجب بنے گا۔ کیونکہ
ہم دیکھتے ہیں۔ کہ قریب کے تمام دیہات خالی
پڑے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر نوگانواں میں مقام کرنا
نہایت ہی نااتفاقی کا باعث ہے ٭

خاکسار خدا بخش بٹالوی نوگانواں۔ ضلع متھرا

مینیجر کا ضروری نوٹس

سالانہ وی پی آتے ہیں!

خریداران الفضل کو واضح ہو کہ دسویں جلد نمبر ۱۰۰
ختم ہو جائیگی۔ چونکہ الفضل کا اجراء بھی اسی مہینے
میں ہوا تھا۔ اور اکثر خریدار نئی جلد سے ہوتے ہیں
اس لئے نصف سے زیادہ احباب کا چندہ ماہ جون میں
ختم ہو چکا ہے۔ ان سب کے نام ۵ر جولائی کا پرچہ نمبر ۱
جلد ۱۱ وی پی کرنے کا ارادہ ہے۔ دفتر کا
دوستوں کا بہت ہی ممنون ہو گا۔ جو یکم تاریخ سے
بذریعہ منی آرڈر قیمت الفضل پہنچا دینگے۔ کیونکہ نہ صرف
ہم وی پی کی زحمت سے بچینگے۔ بلکہ آپ کو ۳ر زائد
پڑینگے۔ اگر کوئی صاحب وی پی لینے کے لئے تیار نہ ہوں
تو پہلے اطلاع دیں تاکہ دفتر نقصان سے محفوظ رہے
نوٹ کر لیجائے کہ بغیر وصولی قیمت [illegible] الفضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
قادیان دار الامن والامان ۔ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۲۳ء

۴½ لاکھ ملکانوں کو ارتداد سے بچانے کا طریق

ہندوؤں سے چھوت چھات

(از جناب چودہری فتح محمد خان صاحب سیال ایم اے ۔ امیر احمدی وفد المجاہدین قادیان مقیم آگرہ)

ملکانہ قوم کے متعلق کئی ماہ کی مسلسل تحقیق و تفتیش کرنے اور اپنی آنکھوں سے حالات و واقعات دیکھنے کے بعد جس نتیجہ پر میں پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ اس قوم کے مرتد ہونے کے وجوہات میں سے ایک بہت بڑی وجہ چھوت چھات ہے جو ہندو مسلمانوں سے کرتے ہیں۔ اسکے ذریعہ جہاں ہندوؤں نے مالی لحاظ سے بہت بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔ اور مسلمانوں کو قلاش بنا دیا ہے وہاں عام مسلمانوں میں عموماً اور ملکانہ قوم میں خصوصاً یہ خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں سے زیادہ معزز اور باعزت ہیں۔ اور مسلمان ان کے مقابلہ میں ذلیل اور کم درجہ ہیں۔ کیونکہ جب وہ دیکھتے ہیں کہ اعلیٰ اقوام کے ہندو مثلاً برہمن۔ کھتری اور راجپوت وغیرہ تو الگ رہے ۔ ہندو حجام۔ دھوبی اور سقہ کہار وغیرہ بھی اعلیٰ سے اعلیٰ قوم کے مسلمان کہلانے والوں کے ہاتھ کی چیز نہیں کھاتے۔ برخلاف اس کے ہندوؤں کے ہاتھ کی چیزیں مسلمان بڑی خوشی سے استعمال کرتے ہیں تو قدرتی طور پر ان کو ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمان کہلانے والے ذلیل اور ادنیٰ معلوم ہوتے ہیں۔ بالخصوص اس صورت میں جب وہ دیکھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے ہاتھ کا بھنگی وغیرہ کھا لیتے ہیں۔ مگر مسلمان ان کے ہاتھ کا نہیں کھاتے۔ تو انہیں ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمان ایسے ہی ذلیل نظر آتے ہیں۔ جیسے مسلمانوں کے مقابلہ میں بھنگی اور چمار وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ ملکانہ قوم کے وہ لوگ جو ایک طرف تو ہندوؤں کی کثرت سے مرعوب اور اپنی جائدادوں پر ان کے قابض ہو جانے سے مجبور ہو کر اور دوسری طرف چھوت چھات کی وجہ سے جو ہندو مسلمانوں سے کرتے ہیں۔ اس بات کی خواہش کر رہے ہیں کہ ہندو راجپوت انکو اپنی برادری میں ملالیں۔ اگرچہ باوجود آریوں کی سرتوڑ کوشش اور پانی کی طرح روپیہ بہا دینے کے ہندو راجپوت اس بات کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوتے اور نہ کبھی ہو سکتے ہیں کہ ملکانوں کو اپنی برادری میں ملالیں اور ان سے کھان پان شروع کر دیں۔ کیونکہ ہندوؤں کے چھوت چھات کہنے سے جس قدر اپنی ذلت کا احساس ملکانوں کو ہے اس سے بہت زیادہ گھمنڈ اور فخر ہندو راجپوتوں کو اس بات پر ہے۔ کہ وہ کبھی کسی غیر ہندو سے خواہ وہ ہزار بار شدھ ہو۔ اور بیسیوں جنیؤ گلے میں ڈال لے۔ کھان پان نہیں کر سکتے۔ کجا یہ کہ رشتہ ناطہ کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ حال میں منڈرا بن میں آریوں نے ملکانوں کو ہندو ٹھاکروں کے ساتھ ملانے کے لئے جو کانفرنس کی۔ اور جس میں کچھ ہندوؤں کو روپے دلا کر شدھ ہونیوالوں کے ساتھ کھانا کھلایا اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جن لوگوں نے وہاں کھانا کھایا تھا انکو ہر جگہ ہندو ٹھاکروں نے اپنی برادری سے خارج کر دیا ہے[1]۔ اور عنقریب فرح ضلع متھرا میں انکی ایک بہت بڑی پنچایت ہونیوالی ہے جس میں ملکانوں کو ساتھ ملانے کی سخت مخالفت کی جائیگی۔ لیکن باوجود اس کے اگر یہ ملکانوں کو اسی دھوکے سے مرتد کر رہے ہیں کہ ہندو راجپوت تم کو برادری میں شامل کر لینگے۔ اور ملکانے اسی ذلت کے احساس کی وجہ سے جو چھوت چھات نے ان میں پیدا کر دیا ہے۔ دھوکہ کھا کر ارتداد کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔ اس گڑھے سے ۴½ لاکھ ملکانوں کو بچانے کے لئے ضرورت ہے کہ ان پر یہ ثابت کر دیا جائے کہ مسلمان ہندوؤں کے مقابلہ میں کسی طرح بھی ذلیل نہیں ہیں۔ بلکہ ان سے بڑھ کر عزت اور غیرت رکھتے ہیں۔ اور ہر رنگ میں انہیں ہندوؤں پر فوقیت حاصل ہے۔ اس کے لئے سب سے پہلا اور نہایت ضروری قدم جو اٹھانا لازمی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مسلمان بھی ہندوؤں سے چھوت چھات شروع کر دیں۔ اور ان کے ہاتھ کی پکی ہوئی یا چھوئی ہوئی کوئی ایسی چیز نہ کھائیں۔ جیسی ہندو ان کے ہاتھ کی چھوئی ہوئی نہیں کھاتے۔ ہاں یاد رہے کہ اس بات پر عمل کرنے کی اسلئے ضرورت نہیں ہے کہ ہم ہندوؤں کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں جیسا کہ وہ مسلمانوں کو دیکھتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ ایسا نہ کرنے سے مسلمانوں کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچ چکا ہے اور اب نہایت خطرناک طور پر ارتداد کے رنگ میں پہنچ رہا ہے اس کا انسداد ہو جائے۔ اور مجھے امید ہے کہ اگر مسلمان اس طریق سے اپنی حفاظت کا انتظام کریں جس پر ہندو صدیوں سے عمل پیرا ہیں۔ تو کسی معقول پسند ہندو کیلئے اعتراض کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی متعصب ہندو یہ کہے کہ آج تک جبکہ مسلمانوں نے ہندوؤں سے چھوت چھات نہیں کی۔ تو اب کیوں کرتے ہیں۔ اور یہ نئی بات کہاں سے نکالی گئی ہے۔ تو اس کا نہایت آسان اور سادہ جواب یہ ہے کہ یہ بات وہیں سے نکلی ہے جہاں سے ہندوؤں نے شدھی کی رسم نکالی ہے۔ ہندو مذہب کو اپنی قدامت کا بڑا دعویٰ ہے جس کو صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اسوقت یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اس دلیل میں کتنا وزن ہے۔ بلکہ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ ہندو دھرم کو خواہ کتنا ہی قدیم مان لیا جائے۔

[1] جیسا کہ پچھلے اخبار میں شائع ہو چکا ہے۔ ہندو ٹھاکروں کی یہ پنچایت ۱۲ جون کو ہوئی۔ اس میں علاوہ مرتد ملکانوں کو پنچایت میں ساتھ ملانے کے انکار کرنے کے ان ہندوؤں کو بھی برادری سے خارج کر دیا جنھوں نے صرف ان مرتد ملکانوں کے ساتھ کھانا کھایا تھا۔ اور صرف سات اشخاص (الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)

الفضل

قادیان دارالامان۔ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۲۳ء

۴½ لاکھ ملکانوں کو ارتداد سے بچانے کا طریق

ہندوؤں سے چھوت چھات

(از جناب چودھری فتح محمد خان صاحب سیال ایم اے۔ امیر احمدی وفد المجاہدین قادیان مقیم آگرہ)

ملکانہ قوم کے متعلق کئی ماہ کی مسلسل تحقیق و تفتیش کرنے اور اپنی آنکھوں سے حالات و واقعات دیکھنے کے بعد جس نتیجہ پر میں پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ اس قوم کے مرتد ہونے کی وجوہات میں سے ایک بہت بڑی وجہ چھوت چھات ہے۔ جو ہندو مسلمانوں سے کرتے ہیں۔ اسکے ذریعہ جہاں ہندوؤں نے مالی لحاظ سے بہت بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔ اور مسلمانوں کو قلاش بنا دیا ہے وہاں عام مسلمانوں میں عموماً اور ملکانہ قوم میں خصوصاً یہ خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں سے زیادہ معزز اور باعزت ہیں۔ اور مسلمان ان کے مقابلہ میں ذلیل اور کم درجہ ہیں۔ کیونکہ جب وہ دیکھتے ہیں کہ اعلیٰ اقوام کے ہندو مثلاً برہمن۔ کھتری اور راجپوت وغیرہ تو الگ رہے۔ ہندو حجام۔ دھوبی اور سقہ (کہار) وغیرہ بھی اعلیٰ سے اعلیٰ قوم کے مسلمان کہلانیوالوں کے ہاتھ کی چیز نہیں کھاتے۔ برخلاف اس کے ہندوؤں کے ہاتھ کی چیزیں مسلمان بڑی خوشی سے استعمال کرتے ہیں تو قدرتی طور پر ان کو ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمان کہلانیوالے ذلیل اور ادنیٰ معلوم ہوتے ہیں بالخصوص اس صورت میں جب وہ دیکھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے ہاتھ کا بھنگی وغیرہ کھا لیتے ہیں۔ مگر مسلمان ان کے ہاتھ کا نہیں کھاتے۔ تو انہیں ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمان ایسے ہی ذلیل نظر آتے ہیں۔ جیسے مسلمانوں کے مقابلہ میں بھنگی اور چمار وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ ملکانہ قوم کے وہ لوگ جو ایک طرف تو ہندوؤں کی کثرت سے مرعوب اور اپنی جائدادوں پر ان کے قابض ہو جانے سے مجبور ہو کر اور دوسری طرف چھوت چھات کی وجہ سے جو ہندو مسلمانوں سے کرتے ہیں۔ اس بات کی خواہش کر رہے ہیں کہ ہندو راجپوت انکو اپنی برادری میں ملا لیں۔ اگرچہ باوجود آریوں کی سر توڑ کوشش اور پانی کی طرح روپیہ بہا دینے کے ہندو راجپوت اس بات کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوئے اور نہ کبھی ہو سکتے ہیں کہ ملکانوں کو اپنی برادری میں ملا لیں۔ اور ان سے کھان پان شروع کر دیں۔ کیونکہ ہندوؤں کے چھوت چھات کرنے سے جس قدر اپنی ذلت کا احساس ملکانوں کو ہے اس سے بہت زیادہ گھمنڈ اور فخر ہندو راجپوتوں کو اس بات پر ہے۔ کہ وہ کبھی کسی غیر ہندو سے خواہ وہ ہزار بار شدھ ہو اور بیسیوں جنیو گلے میں ڈال لے۔ کھان پان نہیں کر سکتے۔ کجا یہ کہ رشتہ ناطہ کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ حال میں بندرابن میں آریوں نے ملکانوں کو ہندو ٹھاکروں کے ساتھ ملانے کے لئے جو کانفرنس کی۔ اور جس میں کچھ ہندوؤں کو روپیہ دلا کر شدھ ہونیوالوں کے ساتھ کھانا کھلایا اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جن لوگوں نے وہاں کھانا کھایا تھا۔ انکو ہر جگہ ہندو ٹھاکروں نے اپنی برادری سے خارج کر دیا ہے۔ اور عنقریب فرح[1] ضلع متھرا میں انکی ایک بہت بڑی [illegible] ہونیوالی ہے۔ جس میں ملکانوں کے ساتھ ملانے کی سخت مخالفت کی جائیگی۔ لیکن باوجود اس کے آریہ ملکانوں کو اسی دھوکہ سے مرتد کر رہے ہیں کہ ہندو راجپوت تم کو برادری میں شامل کر لینگے۔ اور ملکانے اسی ذلت کے احساس کی وجہ سے جو چھوت چھات نے ان میں پیدا کر دیا ہے۔ دھوکہ کھا کر ارتداد کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔ اس گڑھے سے ۴½ لاکھ ملکانوں کو بچانے کے لئے ضرورت ہے کہ ان پر یہ ثابت کر دیا جائے کہ مسلمان ہندوؤں کے مقابلہ میں کسی طرح بھی ذلیل نہیں ہیں۔ بلکہ ان سے بڑھ کر عزت اور غیرت رکھتے ہیں۔ اور ہر رنگ میں انہیں ہندوؤں پر فوقیت حاصل ہے۔ اس کے لئے سب سے پہلا اور نہایت ضروری قدم جو اٹھانا لازمی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مسلمان بھی ہندوؤں سے چھوت چھات شروع کر دیں۔ اور ان کے ہاتھ کی پکی ہوئی یا چھوئی ہوئی کوئی ایسی چیز نہ کھائیں جیسی ہندو ان کے ہاتھ کی چھوئی ہوئی نہیں کھاتے۔ ہاں یاد رہے کہ اس بات پر عمل کرنے کی اسلئے ضرورت نہیں ہے کہ ہم ہندوؤں کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں جیسا کہ وہ مسلمانوں کو دیکھتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ ایسا نہ کرنے سے مسلمانوں کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچ چکا ہے اور اب نہایت خطرناک طور پر ارتداد کے رنگ میں پہنچ رہا ہے اس کا انسداد ہو جائے۔ اور مجھے امید ہے کہ اگر مسلمان اس طریق سے اپنی حفاظت کا انتظام کریں جس پر ہندو بھی عمل پیرا ہیں۔ تو کسی معقول پسند ہندو کیلئے اعتراض کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی متعصب ہندو یہ کہے کہ آج تک جبکہ مسلمانوں نے ہندوؤں سے چھوت چھات نہیں کی۔ تو اب کیوں کرتے ہیں۔ اور یہ نئی بات کہاں سے نکالی گئی ہے۔ تو اس کا نہایت آسان اور سادہ جواب یہ ہے کہ یہ بات وہیں سے نکلی ہے جہاں سے ہندوؤں نے شدھی کی رسم نکالی ہے۔ ہندو مذہب کو اپنی قدامت کا بڑا دعویٰ ہے جس کو صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اسوقت یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اس دلیل میں کتنا وزن ہے۔ بلکہ یہ ظاہر کرنا ہے کہ ہندو مذہب کو خواہ کتنا ہی قدیم مان لیا جائے

[1] جیسا کہ پچھلے اخبار میں شائع ہو چکا ہے۔ ہندو ٹھاکروں کی یہ پنچایت ۲۸ جون کو ہوگی۔ اس میں علاوہ مرتد ملکانوں کو اپنے ساتھ ملانے کے انکار کے ان ہندوؤں کو بھی برادری سے خارج کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس نے اپنی ساری عمر میں کبھی گوارا نہیں کیا۔ کہ کسی غیر ہندو کو اپنے حلقہ میں داخل ہونے دے۔ بلکہ اس کا قطعی فیصلہ رہا ہے کہ غیر ہندو تو الگ رہا۔ اگر کوئی ہندو بھی ایک بار ہندو دھرم کو ترک کر دے۔ تو پھر وہ ہندو نہیں بن سکتا۔ لیکن باوجود اسکے مسلمان راجپوتوں کیلئے شدھی کا پھندا تیار کیا گیا ہے اور بڑے فخر اور ناز سے کہا جاتا ہے کہ مسلمان راجپوتوں کو سناتن دھرم میں داخل کیا جا رہا ہے ۔

ہندو اخبارات اس تحریک کا نام ہندوؤں سے بائیکاٹ رکھ کر جہاں حیرت انگیز طریق سے خوف و ہراس کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہاں ہندوؤں کو طرح طرح سے اشتعال بھی دلا رہے ہیں۔ لیکن یہ ان کی خواہ مخواہ کی زبردستی ہے۔ کیونکہ یہ بائیکاٹ کی تحریک نہیں۔ بلکہ معاملہ کی بات ہے۔ مسلمان صرف انہی اشیاء کے متعلق چھوت چھات اختیار کرینگے جن میں ہندو مسلمانوں سے چھوت چھات کرتے ہیں۔ اور اس سے تمدنی اور مذہبی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں لیکن اگر پھر بھی اسے بائیکاٹ ہی قرار دیا جائے۔ تو اس کے بانی مبانی مسلمان نہیں۔ بلکہ ہندو ہیں۔ جو صدیوں سے مسلمانوں کو بائیکاٹ کر کے سخت نقصان پہنچا رہے ہیں ۔

پس میں تمام مسلمانوں سے بڑے اصرار کے ساتھ گذارش کروں گا۔ کہ اگر ان میں کچھ غیرت اور حمیت ہے تو ضرور ہندوؤں سے چھوت چھات شروع کر دیں کیونکہ ہندوؤں کے نزدیک ایک کتا زیادہ پاک ہے بہ نسبت ایک پاک و صاف مسلمان کے۔ کتا ان کے چوکے میں چلا جائے تو کوئی ہرج نہیں۔ مگر مسلمان کا سایہ بھی پڑ جائے۔ تو ان کا سب کچھ بھرشٹ ہو جاتا ہے۔ اگر مسلمانوں کو اپنی قوم سے محبت ہے۔ تو ضروری ہے۔ کہ ہندوؤں سے چھوت چھات کریں تاکہ مسلمان مالی نقصان سے بچ سکیں۔ اگر مسلمان اسلام سے الفت رکھتے ہیں۔ اور لاکھوں راجپوتوں کو مرتد ہونے سے بچانا چاہتے ہیں تو اس کا نہایت نتیجہ خیز طریق یہی ہے کہ ہندوؤں سے چھوت چھات کریں۔ اس سے نہ صرف ملکانوں کا ارتداد رک جائیگا۔ بلکہ مرتد شدہ بھی واپس آ جائینگے۔ پس اگر اسوقت مسلمان ہر جگہ اس نہایت ضروری تجویز پر عمل کرنا شروع کر دینگے۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں دیکھینگے۔ کہ کیسے شاندار نتائج نکلتے ہیں۔ اور میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ شدھی کا بھوت کبھی ایسا رفو چکر ہو گا۔ کہ کہیں اس کا پتہ و نشان نہ ملیگا۔

خاکسار فتح محمد خان ایم اے۔ امیر احمدی وفد المجاہدین آگرہ

ہندوؤں کے ہاتھوں سکھوں کے مذہبی مقامات کی بے حرمتی

خون کے آنسو رلانیوالے منظر

یہ بات کسی بھی شخص کی سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ کہ جس قوم یا مذہب کا کوئی معبد ہو۔ اس پر تصرف اور قبضہ اور دخل و عمل غیر مذاہب کے لوگوں کا ہو لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ اس قسم کے نظائر ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ہم نے پہلے بھی لکھا ہے اور اب بھی لکھتے ہیں۔ کہ گوردوارے سکھوں کے معابد ہیں۔ جس طرح مسلمانوں کے لئے مساجد ہیں اسی طرح سکھوں کے لئے گوردوارے ہیں۔ جس طرح ہندو مندر کو اپنی عبادت گاہ یقین کرتے ہیں اسی طرح گوردوارے سکھوں کی عبادت گاہیں ہیں۔ انصاف اور آدمیت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ گوردوارے سکھوں کے اسی طرح زیر تصرف ہیں۔ جس طرح مسجدیں مسلمانوں کے۔ گرجے عیسائیوں کے اور مندر ہندوؤں کے قبضہ و تصرف میں ہیں۔ لیکن ہندو قوم اس اصول کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ وہ سکھوں کو اس قدرتی حق سے محروم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ بلکہ آمادہ ہیں کہ جس طرح بھی ہو۔ گوردواروں سے کلیتہً سکھوں کو محروم کر کے ان کی مذہبی کتابیں نکال ڈالیں اور ان میں وہ چیزیں رکھیں۔ جن کو سکھ اپنے مذہب کے خلاف سمجھتے ہیں۔ مثلاً مورتیاں وغیرہ۔ ہم یہ جانتے ہیں۔ کہ بعض شریف ہندو انکو ضرور ناپسند کرتے ہونگے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ عام گروہ ہندوؤں کا اسی بات پر مائل ہے کہ وہ مورتیاں گوردواروں میں رہنے دیں۔ ننکانہ صاحب کے خونی واقعہ پر سناتن دھرم اخبار نے بتا دیا کیا تھا کہ وہاں سے مورتیاں مٹا دیں۔ حالانکہ ظاہر بات ہے کہ جب گوردوارے سکھوں کے ہیں۔ تو ان میں وہی چیزیں رہ سکتی ہیں۔ جو سکھ دھرم کے عقائد کے مطابق ہیں۔

حضرو کے گوردواروں پر ہندوؤں کی چیرہ دستی نہایت خطرناک فعل ہے۔ ہندوؤں کو کوئی حق نہیں کہ سکھوں کی مذہبی کتب باہر نکال دیں۔ اور ان میں مورتیاں رکھ دیں اسی طرح امرتسر بابا اٹل صاحب میں سے جو سمادھیں وغیرہ مٹائی گئی ہیں۔ گو ان کو غلطی قرار دیکر جتھے دار اور انجینیر کو پربندھک کمیٹی کی طرف سے سزا دی گئی ہے۔ لیکن اگر اصولاً دیکھا جائے۔ کہ یہ فعل سکھ مذہب کے مطابق ہے۔ جو ان معتوب سکھ عہدیداروں سے ظہور میں آیا۔ کیونکہ جب شری گرو گوبند سنگھ صاحب نے حکم دیا ہے کہ:۔

"یہ ہرگز کوئی سمادھ یا دیوہرا نہ بنایا جائے۔ اور جو شخص باوجود ممانعت کے کوئی ایسا نشان بنائے گا۔ اس کی دنیا سے جڑ کٹ جائیگی" (لائل گزٹ ۳ر جون ۱۹۲۳ء)

تو پھر ہمارے خیال میں انصاف کا تقاضا یہ ہے۔ کہ پربندھک کمیٹی اپنے فیصلہ پر دوبارہ نظر ثانی کرے اور ہندو صاحبوں کو چاہیئے کہ وہ سکھوں کے مقدس مقاموں میں دخل اندازی کے فعل کو چھوڑ دیں اور ان کے مذہبی مقامات انہی کے لئے رہنے دیں۔ بہتر تو یہی ہے کہ انہیں سے اپنے بت خود اٹھا لیں۔ جیسا کہ امرتسر میں بعض ہندوؤں نے کیا ہے ورنہ سکھوں کو اپنے معابد کی حفاظت کا حق ہے جو ہندو لوگ اس آگ کو بھڑکانا چاہتے ہیں۔ وہ ملک کے دشمن ہیں۔ ہمیں اس بات میں سکھ صاحبوں کے مذہبی جذبات سے ہمدردی ہے۔ اور جھگڑا پیدا کرنیوالے ہندو اپنے معاندانہ رویہ کے باعث کسی تعریف کے مستحق نہیں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے اپنی ساری عمر میں کبھی او ... غیر ہندو کو اپنے حلقہ میں داخل ہونے نہ دے۔ بلکہ اس کا قطعی فیصلہ یہ ہے کہ غیر ہندو تو الگ رہا۔ اگر کوئی ہندو بھی ایک بار ہندو دھرم کو ترک کر دے۔ تو پھر وہ ہندو نہیں بن سکتا۔ لیکن باوجود اسکے مسلمان راجپوتوں کیلئے شدھی کا پھندا تیار کیا گیا ہے اور بڑے فخر اور ناز سے کہا جاتا ہے کہ مسلمان راجپوتوں کو دھناتن دھرم میں داخل کیا جا رہا ہے ؂

ہندو اخبارات اس تحریک کا نام ہندوؤں سے بائیکاٹ رکھ کر جہاں حیرت انگیز طریق سے خوف و ہراس کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہاں ہندوؤں کو طرح طرح سے اشتعال بھی دلا رہے ہیں۔ لیکن یہ ان کی خواہ مخواہ کی زبردستی ہے۔ کیونکہ یہ بائیکاٹ کی تحریک نہیں۔ بلکہ معاملہ کی بات ہے۔ مسلمان صرف انہی اشیاء کے متعلق چھوت چھات اختیار کریں گے جن میں ہندو مسلمانوں سے چھوت چھات کرتے ہیں۔ اور اس سے تمدنی اور مذہبی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں لیکن اگر پھر بھی اسے بائیکاٹ ہی قرار دیا جائے۔ تو اس کے بانی مبانی مسلمان نہیں۔ بلکہ ہندو ہیں۔ جو صدیوں سے مسلمانوں کو بائیکاٹ کر کے سخت نقصان پہنچا رہے ہیں ؂

بس میں تمام مسلمانوں سے بڑے اصرار کے ساتھ گذارش کروں گا۔ کہ اگر ان میں کچھ غیرت شرم اور حمیت ہے تو ضرور ہندوؤں سے چھوت چھات شروع کر دیں کیونکہ ہندوؤں کے نزدیک ایک کتا زیادہ پاک ہے بہ نسبت ایک پاک و صاف مسلمان کے۔ کتا ان کے چوکے میں چلا جائے تو کوئی ہرج نہیں۔ مگر مسلمان کا سایہ بھی پڑ جائے۔ تو ان کا سب کچھ بھرشٹ ہو جاتا ہے۔ اگر مسلمانوں کو اپنی قوم سے محبت ہے۔ تو ضروری ہے۔ کہ ہندوؤں سے چھوت چھات کریں تاکہ مسلمان مالی نقصان سے بچ سکیں۔ اگر مسلمان اسلام سے محبت رکھتے ہیں۔ اور لاکھوں راجپوتوں کو مرتد ہونے سے بچانا چاہتے ہیں تو اس کا نہایت نتیجہ خیز طریق یہی ہے کہ ہندوؤں سے چھوت چھات کریں۔ اس سے نہ صرف ملکانہ ارتداد رک جائیگا۔ بلکہ مرتد شدہ بھی واپس آ جائیں گے۔ پس اگر اسوقت مسلمان ہر جگہ اس نہایت ضروری تجویز پر عمل کرنا شروع کر دینگے۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں دیکھ لینگے۔ کہ کیسے شاندار نتائج نکلتے ہیں۔ اور میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ شدھی کا بھوت بھی ایسا رفو چکر ہو گا۔ کہ کہیں اس کا پتہ و نشان نہ ملیگا۔

خاکسار فتح محمد خان ایم اے۔ امیر احمدی وفد المجاہدین آگرہ

ہندوؤں کے ہاتھوں سکھوں کے مذہبی مقامات کی بے حرمتی

خون کے آنسو رلانیوالے منظر

یہ بات کسی بھی شخص کی سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ کہ جس قوم یا مذہب کا کوئی معبد ہو۔ اس پر تصرف اور قبضہ اور دخل و عمل غیر مذاہب کے لوگوں کا ہو لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ اس قسم کے نظائر ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ہم نے پہلے بھی لکھا ہے اور اب بھی لکھتے ہیں۔ کہ گوردوارے سکھوں کے معابد ہیں۔ جس طرح مسلمانوں کے لئے مساجد ہیں اسی طرح سکھوں کے لئے گوردوارے ہیں جس طرح ہندو مندر کو اپنی عبادت گاہ یقین کرتے ہیں اسی طرح گوردوارے سکھوں کی عبادت گاہیں ہیں۔ انصاف اور آدمیت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ گوردوارے سکھوں کے اسی طرح زیر تصرف ہیں۔ جس طرح مسجدیں مسلمانوں کے۔ گرجے عیسائیوں کے اور مندر ہندوؤں کے قبضہ و تصرف میں ہیں۔ لیکن ہندو قوم اس اصول کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ وہ سکھوں کو اس قدرتی حق سے محروم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ بلکہ آمادہ ہیں کہ جس طرح بھی ہو۔ گوردواروں سے کلیتہً سکھوں کو محروم کر کے ان کی مذہبی کتابیں نکال ڈالیں اور ان میں وہ چیزیں رکھیں۔ جن کو سکھ اپنے مذہب کے خلاف سمجھتے ہیں۔ مثلاً مورتیاں وغیرہ۔ ہم یہ جانتے ہیں۔ کہ بعض شریف ہندو اکو ضرور ناپسند کرتے ہونگے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ عام گروہ ہندوؤں کا اسی بات پر مائل ہے کہ وہ مورتیاں گوردواروں میں رہنے دیں۔ ننکانہ صاحب کے خونی واقعہ پر سناتن دھرم اخبار نے بُرا منایا تھا کہ وہاں سے مورتیاں مٹا دیں۔ حالانکہ ظاہر بات ہے کہ جب گوردوارے سکھوں کے ہیں۔ تو ان میں وہی چیزیں رہ سکتی ہیں۔ جو سکھ دھرم کے عقائد کے مطابق ہیں۔

حضرو کے گوردواروں پر ہندوؤں کی چیرہ دستی نہایت خطرناک فعل ہے۔ ہندوؤں کو کوئی حق نہیں کہ سکھوں کی مذہبی کتب باہر نکال دیں۔ اور ان میں مورتیاں رکھ دیں اسی طرح امرتسر۔ بابا اٹل صاحب میں سے جو سمادھیں وغیرہ مٹائی گئی ہیں۔ گویا ان کو غلطی قرار دیکر جتھے دار اور انجینیر کو پربندھک کمیٹی کی طرف سے سزا دی گئی ہے۔ لیکن اگر اصولاً دیکھا جائے۔ کہ یہ فعل سکھ مذہب کے مطابق ہے۔ جو ان معتوب سکھ عہدیداروں سے ظہور میں آیا۔ کیونکہ جب شری گرو گوبند سنگھ صاحب نے حکم دیا ہے کہ:۔

"وہ ہرگز کوئی سمادھ یا دیوہرا نہ بنایا جائے۔ اور جو شخص باوجود ممانعت کے کوئی ایسا نشان بنائے گا۔ اس کی دنیا سے جڑ کٹ جائیگی" (لائل گزٹ ۲۳ جون ۲۳ء)

تو پھر ہمارے خیال میں انصاف کا تقاضا یہ ہے۔ کہ پربندھک کمیٹی اپنے فیصلہ پر دوبارہ نظر ثانی کرے اور ہندو صاحبوں کو چاہیئے کہ وہ سکھوں کے مقدس مقاموں میں دخل اندازی کے فعل کو چھوڑ دیں اور ان کے مذہبی مقامات انہی کے لئے رہنے دیں۔ بہتر تو یہی ہے کہ انہیں سے اپنے بُت خود اٹھا لیں۔ جیسا کہ امرتسر میں بعض ہندوؤں نے کیا ہے ورنہ سکھوں کو اپنے معابد کی حفاظت کا حق ہے جو ہندو لوگ اس آگ کو بھڑکانا چاہتے ہیں۔ وہ ملک کے دشمن ہیں۔

ہمیں اس بات میں سکھ صاحبوں کے مذہبی جذبات سے ہمدردی ہے۔ اور جھگڑا پیدا کرنیوالے ہندو اپنے معاندانہ رویہ کے باعث کسی تعریف کے مستحق نہیں ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تین اضلاع کے معزز ملکانہ راجپوتوں کی پنچایت

مسلمان (ملکانہ) رؤسا میں بیداری

"فتنہ ارتداد خواہ کسقدر ہی رنج افزا اور تکلیف دہ ہو۔ لیکن اس کا اتنا فائدہ ضرور ہوا ہے۔ کہ ملکانہ قوم جو سالہا سال سے سوئی ہوئی تھی اور تباہی کے بالکل کنارہ پر پہونچ چکی تھی۔ بیدار ہو رہی ہے۔ چنانچہ ۱۴؍جون ۱۹۲۳ء کو مین پوری میں ضلع فرخ آباد۔ ایٹہ اور مین پوری کے معزز ملکانہ رؤساء نے پنچایت کی جس میں حسب ذیل کارروائی ہوئی ہے:۔

"جملہ مسلمان راجپوتان پنچایت نے اتفاق رائے سے راجہ ہادی یار خانصاحب رئیس کو سمہ ضلع مین پوری کو پریسیڈنٹ اور مجھ (دولت شیر خاں) کو پنچایت کا سیکرٹری مقرر کیا۔ پھر ایٹہ۔ مین پوری اور فرخ آباد اضلاع کے لئے حسب ذیل سکرٹری اتفاق رائے سے منتخب ہوئے۔

۱۔ دولت شیر خاں ساکن راریٹی ضلع ایٹہ
۲۔ معشوق علی خانصاحب ساکن بھونگاؤں ضلع مین پوری
۳۔ پیر محمد صاحب ساکن سمہ ہن ضلع فرخ آباد

اس کے بعد حسب ذیل ریزولیوشن بالاتفاق پاس ہوئے

۱۔ ہم نمایندگان مسلمان راجپوت (قوم ملکانہ) اضلاع فرخ آباد۔ ایٹہ و مین پوری بالاتفاق اس ریزولیوشن کے ذریعہ سے یہ اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارے متعلقین اور برادری کے لوگ سب مسلمان ہی رہنا چاہتے ہیں۔ آریوں کو لازم ہے کہ وہ اپنی نامناسب تدابیر و بیجا ترغیبات سے ہمیں شدھ کرنے کی بے سود کوشش چھوڑ دیں۔

۲۔ چونکہ سناتن دھرم کے تعلقات مسلمانوں سے ابتک اچھے رہے ہیں۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم مسلمان راجپوت اس ریزولیوشن کے ذریعہ سے اپنے سناتنی دوستوں کو آگاہ کر دیں۔ کہ دیانند سماجی آپ لوگوں کو سناتن دھرم سے نکالنا چاہتے ہیں۔ ابتک تو ان کی کوششیں آپ لوگوں کو آریہ بنانے میں کامیاب نہیں ہوئیں۔ مگر اب وہ آپ لوگوں کو شدھی شدہ لوگوں کیساتھ کھان پان میں شریک کر کے سناتن دھرم سے نکالکر گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ آپ کو بالآخر آریہ ہی ہونا پڑے لیکن اس کا نتیجہ ان کے لئے کچھ مفید نہ ہوگا۔ ہاں مسلمانوں کے جو دوستانہ تعلقات سناتن دھرم والوں کے ساتھ ہمیشہ رہے ہیں۔ وہ بھی ٹوٹ جائینگے۔ اور ان کا کھان پان آریوں کی شدھی شدہ قوم بھنگیوں اور چماروں سے بھی ہو جائیگا۔

۳۔ ہماری قوم مسلمان راجپوتوں کو بنیوں کے لین دین اور ان کی بے حد سود خواری سے بہت نقصان پہونچا ہے۔ پس اگر ہندو ہمیں اپنی قوم میں سے خیال کر کے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ تو ان کو چاہئے۔ کہ وہ اپنی ہمدردی کا عملی ثبوت اسطرح دیں کہ اس صوبہ متحدہ میں انتقال اراضی اور سود کے متعلق ویسا ہی قانون پاس کرا دیں۔ جیسا کہ پنجاب میں زمینداران اور زراعت پیشہ قوموں کی حفاظت میں نافذ ہے۔

۴۔ ہم تمام ہندو پبلک کو عموماً اور جو شدھی سبھا میں کام کرتے ہیں۔ ان کو خصوصاً اس امر سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر ۲۰ دن تک انہوں نے اپنی شدھی کی کارروائی کو نہ روکا۔ تو ہم ان تمام ہندوؤں کو جو ہمارے قریب ہیں۔ اسیطرح مسلمان بنانا شروع کر دینگے جسطرح وہ مسلمانوں کو ہندو بنانا چاہتے ہیں۔

۵۔ ہم احمدی جماعت کا جو قادیان پنجاب سے آکر ہم کو آریوں کے فریب سے بچنے اور دینی مسائل سکھانے میں مدد دے رہی ہے۔ تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کی سچی ہمدردی اور عمدہ طرز عمل کا اعتراف کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اور دیگر اسلامی جماعتیں بھی متفق ہو کر ایسے ہی عمدہ طرز عمل سے کام لینگی۔

۶۔ ان ریزولیوشنوں کے پاس کئے جانیکی اطلاع بذریعہ اخبارات شائع کیجاوے۔

راقم دولت شیر خاں سیکرٹری ساکن راریٹی۔

اکرن اور چالنی گنج کے متعلق

آریوں کا صریح جھوٹ

موضع اکرن اور چالنی گنج (ریاست بھرتپور) کے مرتد شدہ لوگوں کی تحریری درخواست پر ۲۳؍مئی ۱۹۲۳ء کو ہم نے ان کو دوبارہ مسلمان کیا تھا۔ اس کی اطلاع اور اس کے بعد کے حالات جو علاقہ کی پولیس کے دخل دینے سے پیدا ہوئے۔ اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ اب کئی دن کے بعد "بھارتیہ ہندو شدھی سبھا آگرہ" نے ایک مضمون شائع کیا ہے جسمیں ان لوگوں کے جنیو توڑنے۔ کلمہ پڑھکر دوبارہ مسلمان ہونے۔ مسلمان راجپوتوں کے ساتھ کھانا کھانے اور مسلمان سقوں کی مشکوں سے پانی پینے سے قطعاً انکار کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"آجکل ہمارے مسلمان بھائی ہر جائز اور ناجائز طریق سے بچھڑے ہوئے بھائیوں کے ملاپ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے شدھی سبھا کی ناکامیابی اکرن اور چالنی گنج کے متعلق ایک مضمون شائع کر کے غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی ہے۔"

اس کے ساتھ ان دیہات کے دو تین آدمیوں کی طرف منسوب کر کے حسب ذیل تحریر شائع کی ہے۔

"مسلمانوں نے ہمارے متعلق اپنے اخباروں میں جو یہ غلط خبر چھپائی ہے۔ کہ موضع اکرن اور چالنی گنج کے رہنے والے راجپوتوں کے ۳۲ گھر مسلمان ہو گئے ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اس سے ہمارے دلوں کو سخت چوٹ لگی ہے۔ ہم مسلمان نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی مسلمانوں کے ساتھ ہم نے کھانا کھایا ہے۔ بلکہ ہم لوگ پہلے کی طرح اپنے دھرم پر مستحکم ہیں۔ میاں لوگوں نے ہمیں اور شدھی سبھا کو بدنام کرنے کے لئے یہ ایک شرارت کی ہے۔ ہم اپنے بھائیوں کو بتا دینا اپنا فرض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سمجھتے ہیں۔ کہ وہ ان جھوٹے میاں لوگوں کے دھوکے سے بچے رہیں" (ملاپ ۱۴ جون ۱۹۲۳ء)

گویا ان لوگوں کے دوبارہ مسلمان ہونے کا کوئی واقعہ ہی نہیں ہوا۔ اور ہم نے ان کے متعلق جو اطلاع شائع کی تھی۔ وہ بناوٹی اور فرضی تھی۔ اگرچہ آریوں کی پیش کردہ تحریر خود بتا رہی ہے۔ کہ یہ کن ہاتھوں کی کارستانی ہے۔ اور ان دنوں جن حالات سے وہ لوگ گذر رہے ہیں۔ جو مسلمان ہوئے۔ ان میں آریوں کا کسی تحریر پر انگوٹھے لگوا لینا کوئی بڑی بات نہیں۔ لیکن اس کی اشاعت سے ایک ایسا اہم سوال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ جس کا تصفیہ نہایت ضروری ہے اور وہ یہ کہ اکرن اور جالنی گنج کے متعلق ہم نے جو اعلان کیا تھا۔ آریوں نے اس کا قطعاً انکار کرتے ہوئے اس کے بالکل خلاف اطلاع شائع کی ہے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو یہ کہ ہم نے جو کچھ لکھا۔ وہ صحیح نہیں۔ یا پھر یہ کہ آریوں نے اس کے خلاف جو اعلان کیا وہ غلط اور سراسر جھوٹ ہے۔ چونکہ ہم ایک مذہبی اور تبلیغی جماعت ہیں۔ اور آریوں کا بھی اپنے متعلق یہی دعویٰ ہے۔ اس لئے فریقین میں سے جس فریق نے بھی جھوٹ شائع کیا۔ اس نے بہت بڑا جرم کیا ہے۔ اور وہ ہرگز مذہبی تبلیغ کرنے کا اہل نہیں اس وجہ سے اس معاملہ کی خاص طور پر تحقیقات ہونی ضروری ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ غیر متعصب ہندو مسلمان معززین کا ایک کمیشن مقرر کیا جائے جس کے سامنے ہم یہ ثبوت پیش کریں گے۔ کہ جن لوگوں کے متعلق ہم نے اعلان کیا ہے۔ انہوں نے ۳۰ مئی کو ہرجیت سنگھ کی چوپال میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا اقرار کیا۔ مسلمان راجپوتوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ مسلمان سقوں کی مشکوں سے پانی پیا۔ اور آریہ یہ ثابت کریں گے کہ اس تاریخ ایسا کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں۔ مبلغین جماعت احمدیہ قادیان کے امیر جناب چوہدری فتح محمد خان صاحب سیال ایم۔ اے اس دن نہ اکرن گئے۔ نہ کسی کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔ نہ شدھی سے تائب ہونیوالے ملکانوں نے

اکرن ریاست بھرتپور کے تشویشناک حالات

ارتداد سے توبہ کرنیوالوں پر پولیس کا تشدد

فتنہ ارتداد کا سب سے زیادہ زور یاں یوں کہنا چاہیئے۔ کہ آریوں نے جس علاقہ کو اس فتنہ گری کے لئے بطور بنیاد قرار دیا۔ وہ ریاست بھرتپور کے تھانہ چکسانہ کا علاقہ ہے۔ جس کے انچارج ایک پنجابی سکھ تھانیدار ہیں۔ اس حلقہ کے اکٹھے سات گاؤں مرتد کئے گئے تھے۔ جن میں احمدی مبلغین نے وسط مارچ میں جب کام کرنا شروع کیا۔ تو اسی وقت تھانیدار صاحب نے ہمارے مبلغین کی مخالفت پر کمر باندھ لی۔ چنانچہ اس کے متعلق اخبارات میں ذکر آ چکا ہے۔ تھانیدار صاحب کے اس ناروا سلوک کے متعلق ہم نے ریاست کے اعلیٰ حکام سے شکایت کی۔ جس کی نسبت تحقیقات کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ لیکن ابھی اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ کہ ۳۰ مئی کو موضع جالنی گنج اور اکرن کے لوگوں کی تحریری درخواست پر جناب چوہدری فتح محمد خان صاحب امیر احمدی وفد المجاہدین قادیان اکرن تشریف لیگئے جہاں ان کی آمد سے قبل ایک چوپال میں لوگ جمع تھے۔ جناب چوہدری صاحب نے ان کو کلمہ پڑھا کر دوبارہ اسلام میں داخل کیا۔ اس تقریب پر دعوت کا بھی انتظام تھا۔ جس میں دس بارہ دیہات کے مسلمان راجپوت بھی شامل ہوئے۔ سب نے ملکر کھانا کھایا۔ اور مسلمان سقوں کی مشکوں سے پانی پیا۔ اسی دن پانچ بجے کے قریب ہم سوائے تین مبلغوں کے جو اسی علاقہ میں پہلے سے کام کرتے تھے۔ واپس آگرہ آ گئے۔ اور دیہات کے لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ ہمارے چلے آنے کے تھوڑی دیر ہی بعد انسپکٹر صاحب پولیس بھرتپور سے سپاہیوں کے ساتھ اکرن پہنچ گئے۔ جن کو آریوں کی طرف سے دعوت کھائی۔ نہ جنیو توڑے۔ نہ سقوں کی مشکوں سے پانی پیا۔ اس پر کمشن جس فریق کے خلاف فیصلہ دے۔ اس سے کم از کم دو ہزار روپیہ بطور جرمانہ وصول کرنے کا دوسرے فریق کو حق ہوگا۔ کیا آریہ اس کے لئے تیار ہونگے۔ تجربہ بتاتا ہے کہ ہرگز تیار نہ ہونگے۔ اور ہو بھی کس طرح سکتے ہیں۔ جبکہ انہوں نے ایسا کھلا جھوٹ بولا ہے۔ . . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

ہم نے اکرن اور جالنی گنج کے لوگوں کے مسلمان ہونے کی جو اطلاع شائع کی ہے۔ اس کے تحریری ثبوت بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔ جنہیں ہم ہر وقت پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہاں ان لوگوں کے مسلمان ہونے کے بعد حالات نے جو صورت اختیار کی ہے۔ وہ اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ اور آئندہ بھی ہوتی رہیگی۔ مگر اس سے بھی یہی ظاہر ہے کہ وہ لوگ دوبارہ مسلمان ضرور ہوئے۔

چونکہ آریہ صاحبان جانتے ہیں کہ مرتد ہونے والے لوگوں کے دوبارہ مسلمان ہونے کی خبر سے ان کی ارتداد کا جال بالکل تار تار ہو جاتا ہے اس لئے انہوں نے صداقت کو بالکل خیرباد کہکر واقعہ کا ہی انکار کر دیا ہے۔ مگر اس سے بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ آریہ کس جرأت اور دلیری سے جھوٹ بولتے۔ اور کس طرح روز روشن میں لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

خاکسار عبدالمغنی خان نائب امیر احمدیہ

وفد المجاہدین۔ آگرہ

۱۵ جون ۱۹۲۳ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بذریعہ تار اطلاع دی گئی تھی کہ اگرن میں مسلمان بڑی تعداد میں جمع ہو رہے ہیں۔ اور فساد کا خطرہ ہے۔ انسپکٹر صاحب نے آگر ان لوگوں سے جو مسلمان ہو چکے تھے۔ بیانات لیئے۔ جو بالکل ایک غیر معمولی بات تھی۔ اور ان لوگوں سے مسلمان ہونے کی وجہ پوچھی انھوں نے کہا۔ کہ ہم اپنی خوشی سے بلا کسی قسم کے جبر و اکراہ کے کلمہ پڑھ کر اپنے پہلے مذہب میں واپس آگئے ہیں۔ اور اسی پر قائم رہنا چاہتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ..

.. .. ۔ اسی اثناء میں نرائن سنگھ صاحب تھانیدار کو بھی بلانے کے لئے آدمی بھیجدیا گیا۔ جو تشریف لے آئے۔ انہوں نے آتے ہی ارتداد سے توبہ کرنے والوں کو یہ کہکر دھمکانا شروع کر دیا کہ کل آپ لوگوں نے جو پنچایت کی ہے۔ وہ خلاف قانون تھی۔ اس کی نسبت مجھ سے کیوں اجازت نہیں لی گئی۔ حالانکہ ریاست میں اس قسم کا کوئی قانون نہیں ہے۔ اور آریوں نے اس علاقہ میں اشدھیاں کرنے کے وقت ہزارہا آدمیوں کے مجمع کئے جہانتک ہمیں معلوم ہے۔ ان کی نسبت پولیس کی اجازت نہیں حاصل کی جاتی رہی۔ کیونکہ ان مواقع پر پولیس کا کوئی انتظام نہیں ہوتا تھا۔ غرض تھانیدار صاحب نے ان لوگوں کو خوف زدہ کرکے دوبارہ بیان لینے شروع کر دئے۔ مگر باوجود ان کی دھمکیوں کے انہوں نے ابتداء میں وہی بیانات دئے۔ جو انسپکٹر صاحب کے سامنے دئے۔ لیکن جب بار بار انہیں ڈرایا گیا اور کہا گیا۔ کہ تم نے ایسا جرم کیا ہے۔ سب قید ہو جاؤ گے۔ اور ہتھکڑیاں دکھائی گئیں۔ تو انھوں نے مجبوراً کہدیا۔ کہ بے شک ہم نے کلمہ پڑھا۔ اور مسلمان برادری سے ملکر کھانا کھایا۔ اور پانی پیا ہے۔ مگر ابھی ہم ہندو ہی ہیں۔ اور بھی جو جی چاہا۔ ان سے کہلوا لیا گیا ٭

چونکہ ان لوگوں میں اخلاقی جرأت بہت کم ہے جس کی وجہ ان کی صدیوں کی غربت اور جہالت کے علاوہ ستم رسیدگی بھی ہے۔ اور ان کی وہی حالت ہے جو ریاست کشمیر میں مسلمانوں کی ہے۔ اس لئے ان میں اتنی ہمت نہیں ہے۔ کہ اپنے علاقہ کے کسی معمولی افسر کی ناجائز سے ناجائز کارروائی کے خلاف زبان ہلا سکیں یا افسر کی بیجا خواہش کو پورا کرنے سے انکار کر سکیں یہی وجہ ہے۔ کہ جو کچھ ان سے کہلایا گیا۔ وہ انھوں نے کہدیا۔ ورنہ یہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا کہ ارتداد سے تائب ہونے کے بعد اس قدر جلدی ان پر ہندو مذہب کی صداقت ظاہر ہو گئی۔ اور انھوں نے اپنے ہندو ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور یہ اعلان بھی کسی ہندو یا آریہ پرچارک کی سعی کے نتیجہ میں نہیں۔ بلکہ علاقہ کے افسر کے روبرو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان لوگوں کو کس قدر مجبور کیا گیا ٭

آجکل ہندوؤں کی طرف سے بہت بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ مسلمانوں نے لوگوں کو زبردستی مسلمان بنایا۔ اور ملکانے بھی اسی جبر کے نتیجہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ یہ تو ضد اور تعصب سے ملوث شدہ روایات ہیں۔ مگر اس کے متعلق کیا کہا جائے گا کہ ہمارے سامنے ایک قوم جو رضا و رغبت سے مسلمان ہوئی تھی۔ اس سے ہندو ریاست کے ہندو افسر نے تشدد سے کہلوایا۔ کہ ہم ہندو ہیں ٭

ہماری جماعت کے معزز ارکان ریاست کے ذمہ دار حکام سے ملکر مفصل حالات گوش گذار کر چکے ہیں اور واقعہ کی اہمیت صفائی کے ساتھ ظاہر کر چکے ہیں۔ حالات ابھی تک نہایت تشویش ناک ہیں۔ اور احمدی مبلغین کے لئے روز بروز زیادہ مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ لوگ پولیس کے خوف سے اس قدر خوف زدہ ہیں کہ علانیہ طور پر ہمارے آدمیوں سے ملنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتے۔ اور جب تک پولیس کا دباؤ دور نہ ہوگا نہیں کہا جا سکتا۔ کہ حالات کس قدر خطرناک صورت اختیار کرینگے۔

خاکسار

غلام نبی ایڈیٹر الفضل قادیان دار الامان

از احمدیہ دار التبلیغ۔ آگرہ

۱۰ر جون ۱۹۲۳ء

قادیان کے چشم دید حالات

اس مضمون کے دو حصے ہیں۔ ایک میں احمدیوں کی حالت کا اظہار ہے۔ دوسرے میں ہمارے عقاید کو غلط قرار دیا گیا ہے۔ مضمون نگار صاحب نے یہ خواہش کی ہے کہ ان کا مضمون مکمل شایع کیا جائے پس باوجود اس کے کہ ہمارے خلاف خامہ فرسائی کی گئی ہے۔ ہم اس مضمون کو شایع کرتے ہیں۔

مضمون نگار صاحب مقر ہیں۔ کہ احمدیوں کی اخلاقی اور عملی حالت بے نظیر ہے۔ وہ مقر ہیں کہ ان کی اس حالت کا اثر بھی ہوتا ہے۔ مگر لوگ جن پر اثر ہوتا ہے ان پر جو مضمون نگار صاحب کے نزدیک "سادہ لوح" ہیں۔ وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ "درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے"۔ پھل کی خوبی کے تو قائل ہیں۔ مگر درخت کی خوبی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں بلکہ الٹا فرماتے ہیں کہ شیریں پھل کے درخت کو عمدہ درخت ماننے والے "سادہ لوح" ہیں۔

کوئی بتائے کہ اس کا جواب کیا دیا جائے؟ ہمارے دوست نے لکھا ہے کہ ہم نے "عام مفسرین کے خلاف قرآن کریم کے معنے بیان کرکے" ان کو قائل کرنے کی کوشش کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عام مفسرین سے وہ بہت مرعوب ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا عام مفسرین کے خلاف تفسیر کرنا جرم ہے۔ خواہ وہ صحیح ہی ہو۔ اگر یہی بات ہے۔ تو عام مفسرین کا وجود ہی کیسے پیدا ہوا چاہئے تھا کہ ایک ہی مفسر اور ایک ہی تفسیر ہوتی۔ لیکن برخلاف اس کے سینکڑوں مفسر اور سینکڑوں ہی تفسیریں ہیں اور یہ سب کے سب تمام مسائل میں متفق نہیں۔ اگر ہوتے۔ تو تفسیروں کی تعداد سینکڑوں تک کیسے پہنچ جاتی۔ معلوم ہوا۔ کہ جو اصول ہمارے دوست نے تجویز کیا ہے۔ وہ خود مفسرین کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی مسلم نہ تھا۔

سوال تو یہ ہے۔ کہ جو بات کہی جاتی ہے وہ درست ہے یا نہیں۔ یہ کہنا کہ عام مفسرین کے خلاف ہے۔ اول تو محض دعوےٰ ہے اگر درست ہو تو قابل پذیرائی نہیں۔ اگر ایک بات لاکھ آدمی کہتا ہو۔ مگر وہ غلط ہو۔ اور ایک کا قائل صرف ایک ہو۔ مگر وہ سچی ہو تو میری سے مرعوب ہو کر حق کو چھوڑنے کے لئے جویار حق کیسے تیار ہو سکتا ہے؟

ہمارے دوست نے مولانا محمد علی صاحب ایم اے کا بھی ایک حوالہ نقل کیا ہے۔ اس کے متعلق اتنی ہی گذارش ہے کہ مولانا کی نگاہ بدل چکی ہے حالانکہ آج ان کو نبی اللہ مسیح موعود بحیثیت مجدد نظر آتے ہیں۔ لیکن مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں مجدد نہیں۔ نبی کی حیثیت میں ہی نظر آتے تھے۔ تو یہ نگاہ کا انقلاب ہے۔ (الفضل)

ایک عرصہ سے میں عزم صمیم کئے ہوئے تھا کہ قادیان جاؤں۔ اور بچشم خود سلسلہ احمدیہ کے حالات کا مشاہدہ کر کے جماعت احمدیہ کی مذہبی حالت کا اندازہ کر سکوں چنانچہ ایک ضرورت سے لاہور جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں سے میرے مکرم دوست جناب خیر الدین صاحب بی اے بی ٹی نے بڑے خلوص سے مجھے دعوت دی۔ میں بھی موقع کا منتظر تھا۔ کچھ تو ذاتی ذوق اور کچھ اجابت دعوت کا خیال غرضیکہ میں قادیان روانہ ہو گیا۔ قبل اس کے کہ میں ناظرین کی خدمت میں وہاں کے لوگوں کے مذہبی اور جوش دینی کا صحیح فوٹو پیش کروں۔ یہ جتا دینا مناسب خیال کرتا ہوں کہ میں ماحول سے متاثر ہو کر اور مولویوں کے برا بھلا کہنے سے جماعت احمدیہ سے کافی متنفر ہو چکا تھا۔ لیکن وہاں پہنچ کر میرے نفرت آمیز جذبات میں بہت کچھ کمی واقع ہو گئی۔

سب سے پہلے مجھے ان کی نماز عصر دیکھنے کا موقع ملا۔ ادھر موذن نے اذان کہی۔ ادھر احباب نے تمام فرائض دنیوی اور دیگر کاروبار چھوڑ چھاڑ کر مسجد میں جمع ہونا شروع کیا۔ یہاں تک کہ آدھ گھنٹہ میں سب نمازی جمع ہو گئے۔ اور مسجد کچا کچھ بھر گئی۔ وقت معینہ پر ان کے خلیفہ صاحب تشریف لائے۔ اور انکی اقتدار میں نماز ادا ہوئی۔ فراغت صلوٰۃ کے بعد خیر الدین صاحب نے خلیفہ صاحب سے میرا تعارف کرایا۔ آپ نہایت تواضع اور خوش خلقی سے پیش آئے۔ پھر آپ نے ہماری جامعہ ملیہ اسلامیہ علی گڈھ (جہاں کہ میں طالب علم ہوں) کی تعلیمی جدوجہد کے متعلق چند سوالات دریافت کئے۔ جن کا میں نے جواب دیا۔ اور انکو وہاں کی تعلیمی حالت سے آگاہ کیا۔ بعدہٗ چند صاحبان نے آپ کی بیعت کی خواہش کا اظہار کیا۔ اور آپ نے اسطرح سے بیعت لینی شروع کی کہ ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا اور کلمہ توحید تین بار کہا۔ اور ان سے بھی کہلوایا۔ اسی طرح تین مرتبہ کلمہ شہادت دہرایا۔ پھر آپ یہ الفاظ کہتے جاتے۔ اور مبایعین انکو دہراتے جاتے۔ ہم شرک نہیں کرینگے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانینگے۔ تمام کبیرہ گناہوں سے حتی الامکان احتراز کرینگے۔ اسلامی احکام پر کاربند ہونے کی کوشش کرینگے مرزا صاحب کے تمام دعاوی پر ایمان رکھینگے۔ اور جس نیک کام کا آپ حکم دینگے۔ اس کی تعمیل کرینگے۔ اس کے بعد سب نے مل کر دعا فرمائی۔ کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دین میں استقامت بخشے۔ یہ ہے ان کے بیعت لینے کا طریق۔ گو آخری شرط سے مجھے اتفاق نہیں۔

غرضیکہ عصر کی نماز میں ان کا جوق در جوق جمع ہونا اور جس نازک وقت کے لئے خاص تاکید ہو اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ انہیں جماعت سے نماز ادا کرنے کا کس قدر شوق ہے اور وہ حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ کے پورے عملی نمونے ثابت ہوتے ہیں۔ یہ تو نماز عصر کا حال تھا اس سے باقی نمازوں کی پابندی اور ادائیگی باجماعت کا اندازہ ناظرین بخوبی کر سکتے ہیں۔ اسکے بعد میاں صاحب قرآن کریم کا درس دیتے ہیں۔ جسمیں احمدی صاحبان اسی ذوق و شوق سے حصہ لیتے ہیں۔ اور پروانہ وار جامع مسجد میں جمع ہو کر کلام پاک کے حقائق و معارف سے مستفید ہوتے ہیں۔ مجھے بھی ایک دن خلیفہ صاحب کے درس میں شرکت کا موقعہ ملا۔ آپ کھڑے ہو کر کلام پاک پڑھتے۔ اور ایک ایک آیۃ کا ترجمہ اور تفسیر بیان فرماتے جاتے ہیں۔ حاضرین پر ایک وجدانی کیفیت طاری رہتی ہے۔ اسکے بعد ہر شام بعد نماز مغرب حدیث کا درس ہوتا ہے۔ اور یہ درس مہمان خانے میں ہوتا ہے۔ یہاں بھی وہی جوش و خروش مترشح ہوتا ہے۔

انکی اخلاقی حالت بھی قابل تعریف ہے۔ ان کا ہر شخص منکسر المزاج تواضع سے پیش آنیوالا۔ خوش خلق اور حلیم الطبع ہے۔ جو صاحب ان کے ہاں بطور مہمان جائیں۔ ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔

سب سے بڑی نمایاں خصوصیت جو اس جماعت کے افراد میں پائی گئی ہے۔ وہ ان کا تبلیغی جذبہ ہے۔ چنانچہ مجھے کئی ایک احمدیوں سے تبادلہ خیالات کا موقعہ ملا۔ جب وہ میری تشفی کرنے سے قاصر رہتے۔ تو کہتے کہ آپ ہمارے بڑے مولویصاحب سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ پھر وہاں کے بعض مستند علماء سے فرداً فرداً میری گفتگو ہوتی رہی۔ مگر میرا اطمینان قلب نہ ہوا۔ مبحث یہ تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا قرآن کریم کی رو سے جائز بھی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ انھوں نے عام مفسرین کے خلاف قرآن کریم کی آیت کے معنے بیان کر کے مجھے قائل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن میری دلی تسلی نہ ہوئی۔

ایک دن نماز عصر کے بعد خود جناب خلیفہ صاحب سے اس بارے میں میری گفتگو ہوئی کہ وہ غیر احمدیوں کی کیوں تکفیر کرتے ہیں؟ اس گفتگو کا خلاصہ میں ذیل میں درج کرتا ہوں:-

خاکسار۔ کیا یہ صحیح ہے کہ آپ غیر احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں

خلیفہ صاحب۔ ہاں یہ درست ہے۔

خاکسار۔ اس تکفیر کی بناء کیا ہے؟ کیا وہ کلمہ گو نہیں ہیں؟

خلیفہ صاحب۔ وہ بیشک کلمہ گو ہیں لیکن ہمارا اور ان کا اختلاف فروعی نہیں اصولی ہے۔ مسلم کیلئے توحید پر، تمام انبیاء پر، ملائکہ پر، کتب آسمانی پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور جو ان میں سے ایک بھی نبی اللہ کا منکر ہو جائے۔ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کو مانتے ہیں لیکن صرف رسول اکرم ؐ کی رسالت کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں اسی طرح قرآن کریم کے مطابق غیر احمدی مرزا صاحب کی نبوت کے منکر ہو کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کفار میں شامل ہیں۔ اسعد کی طرف سے ایک مامور آیا جسکو ہم نے مان لیا۔ اور آنہوں نے نہ مانا۔

خاکسار: اسلام تو دنیا کیلئے احسان عظیم کا حامل ہو کر آیا تھا۔ لیکن آپ کے اسلام نے مسلمانوں پر کسقدر ظلم کیا کہ چالیس کروڑ توحید پرستوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔

خلیفہ صاحب: ہمنے کوئی ظلم نہیں کیا اور نہ ہی ایسا کہنے کوئی کافر ہو سکتا ہے اس کا فیصلہ قرآن کریم کرتا ہے۔ اور اسی کے مطابق ہم کسی کے اسلام و کفر کو پرکھینگے۔ ایک شخص جو مامور من اللہ کا منکر ہو کر خود ہی کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے تھے یا جھوٹے۔ اگر وہ واقعی سچے نبی تھے۔ تو پھر منکرین یقیناً کافر ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ جھوٹے تھے تو غیر احمدیوں کے کافر ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

ان سوالات کے بعد مرزا صاحب کی نبوت پر گفتگو ہوئی اور انہوں نے قرآن کریم اور حدیث سے آپ کی ماموریت کو ثابت کرنا چاہا۔ اسکے بعد گفتگو ختم ہوگئی۔ اور جناب میاں صاحب گھر پر تشریف لے گئے۔

انکی مذہبی و اخلاقی حالت سے ایک سادہ لوح انسان یہ قیاس کر سکتا ہے۔ کہ اس دارغ بیل کا ڈالنے والا اور ایسی مذہبی روح پھونکنے والا کاذب نہیں ہو سکتا اور کسیقدر صحیح بھی ہے کیونکہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ لیکن ہمیں ان کی ظاہری عملی حالت سے دھوکے میں نہ آجانا چاہیئے۔ کیونکہ ان کے عقائد بہت ہی خراب ہیں۔ وہ مرزا صاحب کی نبوت کو قرآن کریم سے ثابت نہیں کر سکتے۔ ہاں مخالف کو منوانے کیلئے قرآن کی صریح آیات کی تاویل کر لیتے ہیں۔ اور وہ مرزا صاحب پر چسپاں ہو جاتی ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیغمبر خدا صلعم کی آمد کی بشارت دی ہے۔ (مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد) اس کو مرزا غلام احمد صاحب کے حق میں مانتے ہیں۔ اور یہ محض نام کی مشابہت کا فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ ورنہ اسکو ثابت کرنے کیلئے ان کے پاس کوئی قوی دلیل نہیں۔

۲۶ رمئی کے پیغام صلح میں مولانا محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ

"فرقہ احمدیہ کا جو حصہ مرزا صاحب کو نبی مانتا ہے وہ بھی اس بات کا معترف ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی بیعت میں کسی سے یہ اقرار نہیں لیا کہ مجھے نبی مانو بیعت میں جو اقرار آپ لیتے تھے وہ صرف اسقدر تھا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"۔ اور خدا کی توحید کیساتھ اقرار صرف نبوت رسول اللہ صلعم کا لیا جاتا تھا چنانچہ بیعت کی ابتدا ہی ان الفاظ سے ہوتی ہے۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔ جیسا ہمارے غلطی خوردہ فریق کا خیال ہے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کیلئے مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان ضروری ہوتا ہے۔ تو کلمہ توحید کیساتھ اپنی نبوت کا اقرار لیتے۔ مگر الفاظ بیعت میں نہ اپنی نبوت کا اقرار لیا ہے۔ نہ مجددیت کا بلکہ اللہ تعالےٰ کی توحید کیساتھ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کا اقرار لیا ہے۔ اور عملی رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد لیا ہے"۔

مندرجہ بالا اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی نبوت کو بیعت لیتے وقت کبھی نہیں منوایا جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ وہ نبی نہ تھے۔ کیونکہ پہلے انبیاء جب توحید کا اقرار لیتے تھے تو ساتھ ہی اپنی نبوت بھی تسلیم کرواتے تھے۔ اسپر اعتراض ہو سکتا ہے کہ بیعت میں تو آپنے اپنی مجددیت کا اقرار بھی نہیں لیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مجدد کو اپنی مجددیت منوانے کی ضرورت نہیں ہوتی اپنے دعوے کا اقرار لینا صرف انبیاء ہی کا کام ہے۔

اب ان تمام باتوں سے روشن ہو گیا کہ مرزا صاحب نبی نہ تھے کیونکہ نہ تو ان کی نبوت کی شہادت خود قرآن سے ملتی ہے اور نہ مرزا صاحب کے طریق بیعت سے۔ جو لوگ ان باتوں کو جانتے ہوئے مرزا صاحب کو خواہ مخواہ نبی مانتے ہیں وہ غلو کا ارتکاب کرتے ہیں۔ میں ان تمام باتوں کے بعد اس نتیجے پر پہونچتا ہوں کہ مرزا صاحب نبی نہ تھے۔

اس میں شک نہیں کہ تبلیغ اسلام کا کام جس خوش اسلوبی سے احمدی بھائی انجام دے رہے ہیں۔ شاید ہی کوئی فرقہ اس فرض کو پورا کرتا ہو۔ ہر شخص کو مذہب کی واقفیت پیدا کرائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ قادیان کے یکے والے بھی مسافروں کو ساتھ ساتھ احمدیت کی تبلیغ کرتے جاتے ہیں۔

خاکسار عبد القادر تھرڈ ایر کلاس جامعہ مسلم علیگڑھ

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

سب سے بڑی نعمت

احمدیت سب سے بڑی نعمت ہے۔ جب خدا کے فضل سے یہ حاصل ہو جائے تو سب سے زیادہ آرزو یہ ہوتی ہے۔ کہ میرا فلاں دوست احمدی ہو جائے اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے اگر سلسلہ احمدیہ کی تمام کتابیں اسکو پڑھنے کیواسطے دیں تو ایک سعید روح ضرور اس سے مستفید ہو کر احمدی ہو جاتی ہے۔ مگر یہ بڑی مشکل بات ہے۔ کہ ہر احمدی کے پاس تمام کتابوں کے اسقدر نسخے ہر وقت موجود رہیں کہ وہ ہر شخص کو کتابیں دیسکے اور اگر ایسا ممکن بھی ہو تو پھر ہر شخص ان تمام کتابوں کے انبار کو پڑھنا کسطرح گوارا کریگا۔ اس لئے اس کا علاج یہ ہے کہ آپ ایک جلد کتاب "تحقیق" منگوا لیجئے جس میں صداقت احمدیت پر ۱۳۴ دلائل درج ہیں اور اس کی تردید لکھنے والے کو ۱۳۴ روپیہ انعام بھی مقرر ہے یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کی تمام کتابوں کا عطر ہے جیبی تقطیع اور قریباً ۲۰۰ صفحہ ہیں تاکہ ہر وقت ہر احمدی کی جیب میں رہ سکے اس ذریعہ مناظرہ کیجئے تبلیغ کیجئے۔ اور جسکو دل چاہے تحفہ دیجئے۔ قیمت فی جلد ۸/ پتہ:- مینیجر روزانہ دعوت الاسلام دہلی

اخلاق محمدی

سلسلہ کیطرف سے صدہا کتابیں دلائل سے پر شائع ہو گئیں لیکن اخلاق حسنہ جن کے بغیر نماز روزہ وغیرہ ہیچ ہیں۔ ان پر کوئی مبسوط کتاب شائع نہیں ہوئی۔ الحمد للہ کہ کتاب ہذا سے یہ ضرورت پوری ہو گئی۔ اخلاق ہی سے صحابہؓ نے لاکھوں کو اسلام کا شیدائی بنا لیا تھا۔ اخلاق کے بغیر ہمارے اعمال اور نیکیاں ناچیز اور محنت ضائع اس کتاب سے بچے جوان بوڑھے مرد و زن یکساں مستفید ہو سکتے ہیں۔ یہ کتاب تمام اقسام کے وعظوں اور نصیحتوں کا مجموعہ اور احادیث و اقوال و سوانح بزرگان سے آراستہ خزانہ ہے۔ حجم ہر حصہ ڈیڑھ سو صفحہ قیمت علاوہ محصولڈاک حصہ اول ۱۲/ دوم ۱۲/ سوم ۱۲/

المشتہر

ماسٹر عبد الرحمن بی۔ اے (مہر سنگھ) از قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دفتر بکڈپو تالیف و اشاعت

قادیان ضلع گورداسپور

احباب کو یاد رہے کہ جماعت کے سرمایہ سے بک ڈپو جاری کیا گیا ہے جس کی غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نایاب کتب کا شائع کرنا اور مذاہب باطلہ کی تردید میں کتب کی اشاعت کرنا ہے۔ احباب کو اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نایاب کتاب تذکرۃ الشہادتین چھپ کر دفتر میں پہنچ گئی ہے۔ اور حقیقۃ الوحی۔ ایام الصلح۔ شہادت القرآن وغیرہ زیر طبع ہیں۔ جو عنقریب شائع ہو جاوینگی۔ آریوں کے تردید میں ٹریکٹوں کی اشاعت کا کام بھی بکڈپو کے سپرد ہے۔ لہذا اس کے متعلق خطوط بھی دفتر ہذا کے نام آنے چاہئیں۔ اسوقت سب سے زیادہ اہم فتنہ آریہ سماج کا ہے۔ جو راجپوتانہ کے علاقہ میں جاری ہے۔ اس کے کامل اندفاع کیلئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس تصانیف کا مطالعہ و اشاعت ضروری ہے۔ اور یہ سب کتابیں دفتر ہذا سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ اور بوقت ضرورت دوسرے کتب فروشوں سے بھی لیکر ارسال کیجاتی ہیں۔ احباب کی سہولت کیلئے کتابوں کی فہرست مع قیمت درج کیجاتی ہے۔ اس نوٹ کے ساتھ کہ سب سے بہترین کتب جو اسلام کے محاسن کی جامع اور آریوں کی تردید پر حاوی ہیں۔ وہ خود سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف چشمہ معرفت ۲/۸ نسیم دعوت ۴/ سرمہ چشم آریہ ۱۲/ آریہ دھرم ۵/ لیکچر سیالکوٹ ۴/ براہین احمدیہ چار حصص ۶/ اسلامی اصول کی فلاسفی ۱۳/ تذکرۃ الشہادتین ۱۲/

سلسلہ کے دیگر مصنفین کی کتب ردتناسخ ۳/ شدھی کی اشدھی ۳/ پیدائش عالم ۳/ ویدک توحید کا نقشہ ۲/ آریہ سماج کے بنیادی اصولوں کی تردید ۱/ قرآن اور وید کا مقابلہ ۱/ کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا ۳/ قادیان کے آریہ اور ہم ۳/ نمبر ۱۔ وید تین ہیں یا چار ۱/ نمبر ۲۔ ویدوں کی تعداد میں اختلاف ۱/ نمبر ۳۔ وید کے نہیں میں اختلاف ۱/ نمبر ۴۔ کیا وید الہامی ہیں ۱/ نمبر ۵۔ ابطال الوہیت وید ۱/

خاکسار نواب الدین ناظم تجارت

موتیوں کا سرمہ

مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح کا مجرب

میں عرصہ تک بعارضہ مرض ککرے بیمار رہا۔ اور میری دلی خواہش تھی کہ آنکھوں کے لئے کوئی ایسا مجرب سرمہ تیار کیا جائے۔ جو آنکھوں کی جملہ بیماریوں کیلئے مفید ہو۔ سو حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول جو علم طب کے بادشاہ تھے۔ آپ کا یہ مجرب سرمہ جس میں موتی ممیرا وغیرہ قیمتی اجزاء پڑتے ہیں۔ بڑی محنت سے تیار کیا گیا ہے۔ یہ سرمہ ککرے۔ ضعف بصر۔ خارش چشم۔ جالا۔ پانی بہنا۔ سفیدی چشم۔ دھندلا۔ جالا۔ پڑبال۔ ابتدائی موتیا بند غرضکہ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے بدرجہ نہایت مفید ہے اور اس کے لگاتار استعمال سے عینک کی حاجت نہیں رہتی

تازہ سرٹیفکیٹ جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ القریش امرتسر نمبر ۴ جلد ۹ صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں آپ کے ارسال کردہ سرمہ نے خدا کے فضل سے فی الواقعہ وہی اثر کیا جو نیم جان کیلئے آب حیات کو کرنا چاہئیے۔ الحمد للہ ککروں کی تیزی جاتی رہی دل چاہتا ہے کہ آپکا ایک عظیم اور شکریہ ادا کروں کیونکہ آپ کی بروقت امداد نے فی الحال تو میری زندگی کی تلخ گھڑیاں کاٹ دیں۔ خداوند کریم آپ کو جزائے خیر دے۔ قیمت سرمہ فی تولہ عہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے ملنے کا پتہ

منیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

ریویو آف ریلیجنز کے خریدار متوجہ ہوں

جن خریداروں اردو ریویو نے ماہ جون کے رسالہ کا وی پی واپس کر دیا ہے۔ وہ بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیجکر جون کا رسالہ منگوالیں۔ اگر ان کا منشاء یہ ہے کہ آئندہ رسالہ ان کے نام سے بند کر دیا جائے۔ تو بھی اطلاع دیں چھ مہینہ مفت رسالہ وصول کر کے ابتداء قیمت کیوقت یہ طرز عمل ٹھیک نہیں اگر مزید رسالہ کا ضرورت نہ ہو۔ تو یہیں لکھنا چاہئے۔ منیجر ریویو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ادھم پور میں آریوں سے کامیاب مباحثہ

مولوی ظہور حسین صاحب کا ادھم پور میں آریوں کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ آریہ پنڈت دس پندرہ کی تعداد میں وہاں جلسہ پر پہونچے۔ اور انہوں نے اپنی طرف سے دھرم بھکشو کو مناظر مقرر کیا۔ یہ مناظر اپنی لاف وگذاف اور زبان کی تیزی میں جو دل میں آتا کہہ دیتا ہے۔ ادھم پور کے ہندوؤں نے مسلمانوں پر اپنا رعب و داب ڈال رکھا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے مسلمان مقابلہ پر آنے سے گریز کرتے تھے اس لئے مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل اکیلے ہی برخلاف اکثر مسلمانوں کے مناظر ٹھہرے۔ کیونکہ مسلمانوں میں سے کوئی ساتھ دینے کیلئے تیار نہ ہوتا تھا۔ تا ہندو ان پر کسی قسم کا جھوٹا مقدمہ جیسی کہ ان کی عادت ہے۔ کھڑا نہ کردیں۔ مولوی صاحب ان مسلمانوں کو مناظرہ کرنے کیلئے کہتے۔ مگر وہ سب یہی مشورہ دیتے۔ کہ مقابلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ یہاں سے بھاگ جانا چاہیئے وہاں کا حاکم مسمی حاکم شاہ سخت مخالفت کرتا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ مولوی صاحب احمدی ہیں۔ بہرحال سخت مخالفت تھی۔ مولوی صاحب نے ان کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہ کی۔ اور خود تمام انتظام کرکے ایک احاطہ میں لیکچر کی تجویز کرکے ایک بڑے وسیع احاطہ میں لیکچر دیا۔ لیکچر کیا تھا ان اعتراضات کے جواب تھے جو کہ دھرم بھکشو نے بانئی اسلام اور اس کے خدا پر کئے تھے۔

لیکچر نہایت پر معارف نہایت سنجیدگی اور متانت سے اعتراضات کا قلع قمع کرنے والا تھا۔ اس لیکچر نے تمام سامعین [illegible] سناتنی ہندو۔ مسلم۔ آریہ میگھ قوم [illegible] جن کی تعداد تین چار سو کے قریب تھی دلوں میں گھر کر لیا۔ مسلمان کہلانے والے نہایت خوش تھے۔ کہ ان کے ہاں بھی کوئی ایسا فرقہ ہے جس کے مبلغ نے دو دن لیکچروں میں ان اعتراضوں کے جواب دئے۔ جو دھرم بھکشو نے کئے تھے۔ اور پھر اسی پر ہی بس نہیں کی۔ بلکہ اس مناظر پر بھی بیس ۲۰ کے قریب سوالات کردئے۔

پہلے دن کے لیکچر کے جواب دھرم بھکشو نے دوسرے دن اپنے لیکچر میں نہایت بے دلیل دئے۔ حتیٰ کہ اس کی شامت آگئی۔ اور خلاصی کرانی مشکل ہوگئی۔

اس کے پہلے لیکچر کے جواب میں مولوی صاحب کا دوسرے دن پھر لیکچر ہوا۔ جس میں سناتنیوں کو الگ کرکے مانئے آریہ سماج اور اس کے عقائد نہایت وضاحت سے بیان کئے۔ اور نیوگ کے مسئلہ پر خوب روشنی ڈالی۔ جس سے کہ مسلمان اور سناتنی ہندو مولوی صاحب پر نہایت ہی خوش ہوئے۔ اور ایک دوسرے کو مبارکبادیں دینے لگے۔ کہ ہماری سب کسریں مولوی صاحب نے نکال دی ہیں۔ اب جلسہ کا وہ وقت آگیا تھا جو کہ آریوں کے جلسہ کا مقرر تھا۔ مگر تمام سناتنی اور خود آریہ پنڈت اور تمام مسلمانوں نے ہرگز پسند نہ کیا۔ کہ مولوی صاحب کی تقریر کو چھوڑ کر آریوں کے جلسہ میں جادیں۔ مولوی صاحب کے لیکچر ختم ہونے پر آدھ پون گھنٹہ صرف آریوں کے جلسہ میں باقی تھا۔ جس میں دھرم بھکشو نے اپنی ناکامی ظاہر کرتے ہوئے سناتنیوں کو ڈانٹا۔ اور کہا کہ تم مسلمانوں سے جا ملو۔ تم نے ان کے لیکچر کو اٹنڈ کیا ہے لیکن میرے لیکچر میں [illegible] آئے ہو۔ مگر سناتنیوں نے جو کہ سماج کے عقائد سنکر آئے تھے۔ کہا کہ ہم نہ تمہارے ساتھ ہیں نہ ان کے۔ مسلمانوں کو بھی اس نے مخاطب کیا۔ اور کہا کہ یہ تو احمدی ہے۔ جسکو تم کافر کہتے ہو مگر مسلمانوں نے بھی کہا۔ کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔ یہ ہمارا بھائی ہے۔ تمہیں کیا۔ اگر احمدی ہے۔ تو ہمارے مذہب ہی میں ہے۔

آریہ مہاشے یہ باتیں سنتے ہوئے جلسہ کو اختتام کرکے ادھم پور سے فرار ہوئے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مولوی صاحب کو فتح عظیم دی۔ اب ادھم پور کے مسلمان اور سناتن دھرمی ہندو میگھ تمام خوش ہیں۔ دوسرے دن مولوی صاحب جموں تشریف لے آئے۔ یہاں ایک ہفتہ ٹھہرے جس میں دو دن مختلف مقامات میں دو لیکچر ہوئے۔ پہلے میں تو ادھم پور کی رپورٹ ہی اور دوسرے دن دوسری جگہ پر وعظ کہا [illegible] ہے۔ اور آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار کی تفسیر نہایت اعلیٰ کی۔ سامعین نے کہا۔ کہ مولوی صاحب کا لیکچر روحانیت سے پر ہے۔ اور پہلے تمام مولویوں سے جو بھی وعظ کرتے رہتے ہیں۔ اعلیٰ ہے۔

سکرٹری انجمن احمدیہ منشی فیض احمد از جموں

سناتن دھرمی پنڈت کیا کہتے ہیں

ترجمہ

آریوں کی انوکھی (عجیب) چالاکی اور بندرابن کی بھاری ناکامیابی

آریہ مدت سے کوشش کر رہے تھے کہ ہندو اور مسلمان آریہ ہو جائیں۔ مگر ان کی کوئی نہیں سنتا۔ اس پر انہوں نے ایک عجیب چالاکی سوچی۔ وہ یہ کہ ملکانہ مسلمانوں کو بہکایا۔ کہ تمہیں ہندوؤں کے ساتھ ملائے دیتے ہیں۔ جبکہ آریہ سناتن دھرمیوں سے علیحدہ مذہب رکھتے ہیں۔ اور ان سے عناد بھی ہے۔ تو لوگ حیران ہوں گے کہ اس چال سے آریوں کا کیا فائدہ ہے۔ اصل میں بات یہ ہے۔ کہ آریوں نے اس قسم کی دو دھاری تلوار چلائی ہے ملکانہ راجپوت جو آریوں کے بہکانے سے مرتد ہوکر ہندوؤں سے ملنا چاہتے ہیں۔ وہ تو اپنا ایمان کو خراب کرتے ہی ہیں۔ لیکن وہ ہندو بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ سناتنی ان کو اپنے ساتھ ملانا نہیں چاہتے۔ اس لئے مجبوراً ملکانوں کو آریہ بننا پڑیگا۔ اسی طرح وہ سناتنی جو اپنی غرض کے لئے آریوں کی چال میں آکر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بے وقوفی اور جوش کی وجہ سے ملکانوں کیساتھ کھان پان اور شادی بیاہ منظور کریں گے۔ ان کا بھی ایمان خراب ہو جائیگا۔ اور اپنی برادری سے علیحدہ ہو کر ان کو آخر کار آریہ بننا پڑیگا۔ گویا آریہ دونوں قوموں سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ یعنی سناتن دھرمیوں کا بھی دین خراب کرکے ان کو آریہ بنانا مقصود ہے اور ملکانوں کو بھی آریہ سماج میں شریک کرنا چاہتے ہیں۔ اس مدعا کے حصول کیلئے ان لوگوں نے بندرابن میں پنچایت منعقد کی تھی۔ اور جھوٹ موٹ مشہور کردیا تھا۔ کہ وہاں راجے مہاراجے آویں گے۔ حالانکہ وہاں بیچے اور باختیار راجہ کوئی نہیں آئے۔ صرف چند معمولی رئیس تھے۔ جن کو راجہ مشہور کیا گیا تھا علاوہ ازیں بندرابن اور متھرا کے علاقہ کے ٹھاکروں اور پنڈتوں نے آریوں سے اس بات میں مخالفت کی۔ اور کہا کہ ہم اپنا مذہب اسطرح خراب نہیں کرنا چاہتے۔ عام طور پر سناتنی لوگوں نے اس پنچایت میں ۔۔۔ نہیں لیا۔ کیونکہ ان کو یقین تھا کہ اگر وہ اس وقت آریوں کے ۔۔۔ سے اپنے اصول ترک کردیں گے۔ تو پھر سناتن دھرم برباد ہو جائیگا اسپر آریوں نے خالص اپنی سبھا کی اور اس میں ملکانوں کو دھوکا دیکر شامل کیا گیا۔ پہلے جو پنچایت مشترکہ طور پر ہوئی۔ اس میں غالب رائے یہی تھی کہ پچیس ۲۵ برس تک ملکانوں کے طور و طریق کو دیکھا جائیگا۔ اس کے بعد فیصلہ کیا جائیگا۔ کہ ملکانوں کو ہندو ٹھاکروں میں ملایا جا سکتا ہے۔ یا نہیں"۔ اسپر بندرابن۔ ترولی۔ سٹی اور رار کے ٹھاکروں نے حقہ پینے سے انکار کردیا۔ اور سبھا سے چلے گئے۔ وہ چند آدمی جنہوں نے اصلی سبھا میں ملکانوں کیساتھ حقہ پیا اور کچا کھانا کھایا تھا۔ ان کو ہندوؤں نے ۔۔۔ نے برادری سے علیحدہ کردیا ہے۔ اب ہم ذیل میں ایک سناتنی پنڈت کا چشم دید حال لکھتے ہیں۔ جو اس سبھا میں خود موجود تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ۔ ملکانہ بھائیوں کو دغابازی سے بچانے اور سناتنی بھائیوں کو اپنا مذہب خراب ہونے سے بچانے کیلئے میں پرمیشر (خدا) کو درمیان دیکر کہتا ہوں کہ میرا یہ بیان سچا اور درست ہے۔ گو میں ۳۰ تاریخ کی شدھی میں سویرے موجود نہ تھا۔ لیکن میرے سناتنی دوستوں نے جو وہاں موجود تھے۔ مجھ سے کہا کہ وہاں ملکانوں کو بڑا دھوکہ دیا گیا۔ ان کو بلایا تو پنچایت میں گیا تھا۔ لیکن جب وہ سبھا میں اندر پہونچے تو ان کی گردنوں میں جنیئو ڈالدئے۔ اور بعض کے ٹیکا لگا دیا۔ اور مشہور کردیا کہ شدھی ہو گئی۔ بہت سے پختہ ایمان ملکانے ان سے بچکر نکل آئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ ناپاک کام کس طرح زبردستی اور دھوکہ دیکر کیا جاتا ہے۔

۳۰ مئی کی شام کی سبھا میں جس میں میں موجود تھا۔ ملکانوں کیساتھ آریوں کی طرف سے پوری دغا کی گئی۔ پہلے تو ملکانوں کو اندر آنے سے روک دیا اور اندر آپس میں مشورہ کیا کہ کوئی ایسی راہ نکالی جائے۔ کہ جس میں ملکانوں کو یقین ہو جائے کہ ہمکو برادری میں ملا لیا گیا۔ اس کے بعد بہت سی جھوٹی بناوٹ کی گئی۔ کچھ لوگ کپڑے بدلکر راجہ بنگئے۔ تب ملکانوں کو اندر بلایا گیا۔ اور کہا گیا کہ تمکو ہندو راجپوت اپنی برادری میں لینا چاہتے ہیں۔ ملکانوں نے جواب دیا کہ جب تک ہمارے ساتھ حقہ نہ پی لیا جائیگا۔ اور ہمارے ہاتھ کا کچا کھانا نہ کھا لیا جائیگا۔ ہمیں برادری میں ملنے کا یقین کیسے ہوگا۔ بناوٹی راجے جلدی سے بولے کہ ہم سب باتوں کے لئے تیار ہیں۔ اتنے میں پختہ راجپوت سبھا سے اٹھکر چلدئے۔ اور کہا کہ ہم اپنا ایمان نہیں بگاڑ سکتے۔ ان میں سے کچھ لوگوں کے نام یہ ہیں۔

پنڈت برج بلبھ بندرابن۔ پنڈت گردہ گوپال ٹھاکر جھنڈا سنگھ۔ ماٹھہ۔ ٹھاکر اودے رام کسارہ۔ پنڈت ڈال چند کیتھم یہ سب لوگ چلے گئے معزز آدمیوں میں سے کسی نے حقہ نہیں پیا۔ صرف بناوٹی راجوں اور کچھ ان ٹھاکروں نے جو آریوں سے ملے ہوئے تھے۔ آپس میں حقہ پیا اور نہ بتاریخ ۳۱ مئی کو کچا کھانا کھایا۔

پنچایت بھرت پور گوجر سبھا

اس سبھا میں بڑے بڑے معزز مثلاً دھاؤ رگوبیر سنگھ بخشی رگوناتھ سنگھ۔ کرنل گردہ سنگھ۔ اور کرنل یوگل سنگھ وغیرہ تشریف لائے تھے۔ جب آریوں نے کوشش کی کہ گوجر ملکانوں کو ذات میں ملا لیا جائے۔ تو دھاؤ جی نے کہا کہ "جو مدت سے مسلمان ہیں۔ ہم ان کو لیکر اپنا دین نہیں بگاڑ سکتے"۔ آریوں نے بہت کچھ کہا سنا۔ مگر سبھا کے اراکین نے ایک نہ مانی اور روٹھ کھڑے ہوئے۔

ان پنچایتوں کی حالت سے ظاہر ہے کہ ہندو برادری ملکانوں کو اپنے میں ملانے اور ان کے ساتھ خورد و نوش اور رشتوں کیلئے ہرگز تیار نہیں ہے۔ اور آریہ جو کارروائی کر رہے ہیں وہ صرف دھوکہ کی ٹٹی ہے۔ جس سے ملکانوں کا ایمان خراب کرکے آخر کو انہیں آریہ بنانا مقصود ہے۔ بس ملکانہ بھائیوں کو خبردار رہنا چاہیئے۔ کہ شدھی کی دھوکے میں آکر اپنا مذہب اور خاندان ناپاک نہ کریں۔ کہ جس سے ان کے بزرگوں کی بدنامی ہو۔

نمبردار آجیر خواجہ اقبال محمد خاں سیکرٹری انجمن احمدیہ آگرہ

جناب منہاس کی "وکیل" سے علیحدگی

نہایت افسوس ہیں یہ بات سے معلوم ہوتی ہے۔ کہ جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب منہاس اخبار "وکیل" امرتسر کی ادارت سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف ایک نہایت قابل اور سنجیدہ اور متین اور مسلمانوں کے بہی خواہ انسان ہیں۔ آپ کی علیحدگی سے "وکیل" ایک بہترین شخص کی قابلیت سے مستفید ہونے سے محروم ہو گیا ہے۔ جس کا احساس کچھ عرصہ بعد ٹرسٹیان "وکیل" کو ہوگا۔ امید ہے کہ جناب منہاس جلد مطلع صحافت پر ظاہر ہوں گے۔

تصحیح پچھلے پرچہ کے صلا ک۳ میں تقرر اراکے اعلان کے نیچے قائم مقام ناظر امور عامہ لکھا ہے جو غلط ہے۔ بلکہ اسکی بجائے قائم مقام ناظر خاص چاہیئے

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر الفضل کیلئے شائع ہوا)